۱

۷۸۶

سلسلۂ تنقید مودودیات (از اہل السنۃ والجماعۃ رام پور) نمبر ۲

(حصہ اوّل)

یعنی امیر جماعت پاکستان مودودی صاحب اور امیر جماعت

ہندوستان اصلاحی صاحب کے طرز نگارش اور جوابات پر ایک ہلکا سا تبصرہ

مرتبہ

مولینا حامد علی خاں (رام پوری)

۷۸۶

سلسلۂ تنقید مودودیات (از اہل السنۃ والجماعۃ رام پور) نمبر ۲

مرقع مودودیت

(حصہ اوّل)

یعنی امیر جماعت پاکستان مودودی صاحب اور امیر جماعت
ہندوستان اصلاحی صاحب کے طرز نگارش اور جوابات پر ایک ہلکا سا تبصرہ

مرتبہ

مولینا حامد علی خاں (رامپوری)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقریب

اب جبکہ مودودی صاحب کی تحریک جماعت اسلامی کی بابت جمہور علمائے ہندوستان (اہل السنۃ والجماعت) کا متفقہ فیصلہ سامنے آچکا ہے کہ

۱۔ یہ جماعت اپنی بعض خوبیوں کے باوجود بحیثیت مجموعی دین اسلام اور مسلمانوں کیلئے خطرناک و مضر رساں ہے۔

۲۔ یہ تحریک، اسلام میں ایک جدید فرقہ، محدث دین اور جدید فقہ کی داغ بیل ہے۔

۳۔ یہ تحریک، شیرازۂ اسلام کو منتشر کرکے مسلمانوں میں افتراق و اختلاف کی موجب ہے۔

۴۔ اس تحریک کے مضر پہلوؤں پر تنقید و تبصرہ نہایت ضروری ہے، اس سے سکوت غفلت اور چشم پوشی ہرگز روا نہیں۔ اس لئے ضرورت ہے کہ ارباب حق اس طرف متوجہ ہوں اور مودودی صاحب اور ان کے متبعین (ہندوستان و پاکستان) کے لٹریچر سے ان کی غلطیاں، لغزشیں اور خصوصی اجتہادات چھانٹ چھانٹ کر سامنے لائیں تاکہ عامۂ مسلمین اس دام ہمرنگ زمیں کی سراب صفت خوشنمائیوں سے دھوکہ کھا کر مزید خلفشار میں مبتلا نہ ہوں۔

"استفتائے ضروری" کی اشاعت کے بعد زیر نظر رسالہ علمائے اہل السنۃ والجماعۃ رام پور کی جانب سے اس سلسلہ کی دوسری کڑی ہے، اس کے حصہ اول میں مودودی صاحب اور ان کے متبعین کی طرز نگارش پر ایک ہلکا سا تبصرہ ہے، وہ طرز نگارش جو انھوں نے اپنے ناقدین کے تنقیہ دماغی کیلئے تیز و تلخ نسخہ مسہلی کی صورت میں تجویز فرمایا ہے اس کے دوسرے حصہ میں، بعنوان "الزامات کی حقیقت" پر ایک مختصر سی روشنی ڈالی گئی ہے جو امیر جماعت اسلامی ہند کی جانب سے چند خود ساختہ سوالات کے جواب میں شائع کیا گیا ہے اور جس میں صاحب موصوف نے تحریک مودودیت کے چہرے سے حقیقی اسلام کی نقاب ڈالنے اور اپنے کو جمہور

اسلام میں شامل رکھنے کی کوشش کی ہے۔

اس کے بعد اسی موضوع پر ایک اور رسالہ شائع ہوگا جو استفتائے ضروری میں معین کردہ مسلک جمہور کے خلاف، مودودی صاحب کے لٹریچر کی چھ بنیادی غلطیاں ذرا تفصیل اور ثبوت کیساتھ پیش کی جائیں گی۔

خدائے تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس سعی اور مقصد میں للّٰہیت و اخلاص پیدا کرے اور ہم کو اعتدال کی راہ چلائے، اور جماعت اسلامی میں یہ توفیق پیدا کرے کہ وہ ہماری اس تنقید کو نفسانیت بدنیتی اور دینی وجاہت کو برقرار رکھنے کی کوشش پر محمول کرنے کی بجائے ایک اصلاحی فرض خیال کریں۔

حافظ وظیفۂ تو دعا گفتن است و بس
در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

داعیہ

خدام خانقاہ عنایتیہ مجددیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی ،

فتاویٰ کی ضرورت

جماعت اسلامی کے خلاف ہندوستان کے جمہور علمائے کرام کے فتاویٰ شائع ہو چکے ہیں ، یہ فتاوے دیوبند ، سہارنپور ، علیگڈھ ، بریلی ، لکھنؤ اور دہلی کے علمائے کرام نے غور و فکر کے بعد احتیاط کے ساتھ اپنی ذمہ دارانہ حیثیت کو ملحوظ رکھکر تحریر فرمائے اور ذمہ دار شخصیتوں کی طرف سے شائع کئے گئے ، ان فتووں کے لکھنے اور شائع کرنے کا مقصد یہ ہے کہ "تحریک جماعت اسلامی" جس کے بانی مودودی صاحب ہیں اور وہ اس کو حقیقی اسلام کی شکل دے کر پیش کر رہے ہیں اس کے متعلق کوئی غلط فہمی نہ رہے ، اور تمام مسلمانوں پر یہ واضح ہو جائے کہ اس تحریک کا اسلام سے کتنا تعلق ہے ، اور اس کا حقیقی مقام کیا ہے ،

علمائے کرام کا فرض ہے کہ وہ ہر اس نئی شے کی حیثیت واضح کردیں ، جو جمہوری مسلک حق کے خلاف ہو اور عامۂ مسلمین کی گمراہی کا باعث بنے ، اگر حقیقت حال سے واقف ہو سکنے کے بعد جمہور علمائے کرام ایسا نہیں کرتے ، تو وہ حقیقتاً اپنے فرض منصبی سے کوتاہی کرنے والے اور ترک فرض کے مجرم قرار پاتے ، عامۂ مسلمین کے لئے بھی لازم ہے کہ وہ جس چیز کو نہیں جانتے اس کی معرفت کیلئے حضرات علمائے کرام کی طرف رجوع کریں ، "فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون" (قرآن کریم) ترجمہ اہل علم سے پوچھو اگر تم کسی بات کو نہ جانتے ہو۔
اگر وہ ایسا نہیں کریں گے اور حاطب اللیل کی طرح اندھیرے میں لکڑی کو اٹھانا چاہیں گے تو ہو سکتا ہے کہ وہی سانپ ہو جو ان کی زندگی کا خاتمہ کردے ،

اس لحاظ سے تحریک جماعت اسلامی (مودودی) کے متعلق فتوے دینے والے اور فتوے لینے والے دونوں ہی اپنی جگہ مجبور ہوئے اور دونوں نے اپنا فرض ادا کیا ، سائلین نے اس نئی

تحریک کو سمجھنے کیلئے علماء کی طرف رجوع کیا اور علماء نے اس موقع پر سکوت کو واقعی جرم سمجھ کر اظہار حقیقت کیا ، یہ بھی سمجھتے ہوئے کہ ارباب جماعت اپنے خلاف اس حق گوئی کو پسند نہیں کریں گے ، لیکن اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا ، وہ علماء کو اس معاملہ میں گنہ گار سمجھتے ہیں لیکن ہم عرض کریں گے ؎

در زیر خنجر تو طپیدن گناہ من ٭ دانستہ دشنہ تیز نہ کردن گناہ کیست

جماعت کا غیظ وغضب

ہمارا خیال تھا کہ اہل جماعت گو اس جرأت حق کو پسند نہیں کریں گے لیکن اس موقع پر کم از کم وہ خاص تحمل اور برداشت کا ثبوت دیں گے اور سنجیدگی کے ساتھ اس نشاندہی پر غور کریں گے جو نہ صرف ان کے لئے بلکہ دوسرے مسلمانوں کیلئے بھی ضلالت کا باعث ہے اس خیال کی بنیاد یہ تھی کہ جماعت کے اہل قلم خاص کر امیر جماعت اپنی تحریروں میں اسلامی تحمل اور برداشت کی نصیحت فرماتے رہتے ہیں ، خصوصاً اپنے مخالفوں کے مقابلہ میں ، قرآن کی منشاء کے مطابق موعظۂ حسنہ کی خصلت تو ان کا امتیاز خصوصی ہونا ہی چاہئے تھا ، اس لئے خود ان کے دعوے کے مطابق قرآن و سنت پر عامل فی زمانہ ان کے علاوہ اور ہے بھی کون ؟ علاوہ ازیں وہ چونکہ اقامت دین کی تحریک لے کر اٹھے ہیں اس لئے ان کو اتنا خود اعتماد نہ ہونا چاہئے تھا ، کہ جماعت سے باہر کے علماء کی باتوں کی پروا ان کے نزدیک پرکاہ کی برابر بھی نہ ہو ، کیونکہ وہ داعی اسلام کی حیثیت سے امت کے سامنے آرہے ہیں اور ان کا سارا لٹریچر ان کے خیال میں صحیح دعوت اسلام ہے اس لئے ان کی ادنیٰ سی غلطی ساری امت کی گمراہی کا باعث بن سکتی ہے ، لیکن افسوس کہ یہ خیال غلط ثابت ہوا ، اور رسالہ "زندگی" ماہ جون و جولائی دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اپنے مخالفین پر انہیں بڑا غصہ ہے اور ان کی گستاخیوں پر وہ خوب برسے ہیں ، اہل رام پور تو ان کے نزدیک منہ لگانے کے

قابل ہی نہیں معلوم ہوتے لیکن پھر بھی یہ کیا کم عنایت ہے کہ بدنیت، بددیانت، شریر، مفسدہ انگیز، تنگ ظرف، قابل نفرت جیسے القاب کیلئے لائق اعتناء تو ہوئے تفصیل کیلئے دیکھو زندگی صفحہ ۱۱۷،

چنانچہ، امیر جماعت ہند نے جو مکتوب مولانا مدنی کو تحریر کیا تھا اس میں بھی انہوں نے، ارقام فرمایا ہے :-

"خود ہندوستان میں بھی جو لوگ ہر طرف خطرہ کی گھنٹی بجاتے پھر رہے ہیں اس میں ہمارے علم کے مطابق بہت سے ایسے لوگ بھی شریک ہیں جنکی نیتوں کے بارے میں ہم یقیناً کوئی اچھی رائے قائم نہیں کر سکتے، اس کا کچھ اندازہ آپ اسی بات سے کر سکتے ہیں کہ جو لوگ آپ حضرات کو کافر یا گمراہ کہتے اور سمجھتے ہیں آج وہی بڑھ چڑھ کر آپ لوگوں سے ہدایت وضلالت کیلئے فیصلہ کن فتویٰ حاصل کر رہے ہیں اور پھر نہایت ذوق وشوق کیساتھ ان کو مشتہر اور تقسیم کرتے پھر رہے ہیں اور میرا خیال یہ ہے کہ آں جناب نے اپنے مکتوب کے اعتراض ۱۹ میں جو بات تحریر فرمائی ہے وہ کچھ اسی طرح کے بدنیت لوگوں کی فراہم کردہ اطلاعات پر ہی مبنی ہوگی"

اس عبارت میں جن لوگوں کو بدنیت کہا گیا ہے اس سے مراد مسلمانان رامپور ہی ہو سکتے ہیں، جن میں بعض علماء رامپور بھی ہیں کیونکہ ان بیچاروں ہی سے یہ قصور سرزد ہوا ہے کہ "مکالمہ مودودی وکاظمی" (خطرہ کی گھنٹی) کی جو کاپیاں آئیں انہوں نے عام مطالعہ کیلئے پیش کر دیں، دوسرا قصور ان کا یہ ہے کہ انہوں نے تحریک جماعت اسلامی (مودودی) کے متعلق استفتاء مرتب کر کے جمہور علماء کرام سے حقیقت حال دریافت کی، اتفاق سے اس استفتاء میں وہ بات بھی تحریر ہے جو مولانا حسین احمد صاحب نے اپنے مکتوب گرامی میں تحریر فرمائی ہے۔

تکفیر کا بے بنیاد اتہام

سبحان اللہ! امیر جماعت اسلامی ان حضرات کے یقیناً "بدنیت" ہونے کا کس وثوق سے ذکر فرماتے ہیں، اس علم ولیقین کی جو خود ساختہ وجہ ارشاد ہوئی ہے ان کے دعاوی حق کو دیکھتے ہوئے ہمیں یہ توقع نہیں تھی کہ وہ ایسی بے بنیاد بات اپنی مطلب برآری کیلئے تراش سکتے ہیں، اور اس پر اپنے یقین کی بنیاد قائم کر سکتے ہیں، کسقدر جرأت کے ساتھ انہوں نے فرمایا ہے کہ :-

"جو لوگ آپ کو کافر یا گمراہ کہتے یا سمجھتے ہیں آج وہی بڑھ چڑھ کر آپ کی ہدایت وضلالت کے لئے فیصلہ کن فتوے حاصل کر رہے ہیں"

کیا امیر جماعت سے ہم پوچھ سکتے ہیں کہ اس کے متعلق جناب والا کے پاس کوئی ثبوت ہے کہ رامپور کے ان مستفتیوں اور مفتیوں نے حضرت مولانا مدنی کو کافر یا گمراہ کہا ہے؟ ہمارے خیال میں امیر جماعت نے یہ بے بنیاد بات اپنے خط میں مولانا مدنی کو لکھنا صرف اس لئے ضروری سمجھی کہ مولانا پر نفسیاتی تاثر ڈال سکیں، ان الفاظ سے انہوں نے مولانائے موصوف کو برگشتہ کرنے کے لئے اپنی مطلب برآری کی خاطر بریلوی اور دیوبندی اختلافات کی پرانی دبی آگ کو ہوا دینے کی کوشش کی ہے، اس زمانہ میں اس اختلاف کو ابھارنا خود جماعت اسلامی (مودودی) کے حق میں تو شاید مفید ہو، اور غالباً اسی خیال سے ایسا کیا گیا ہے، لیکن کیا فی الواقع یہ اسلام اور مسلمین کی کچھ اچھی خدمت ہے؟ اگر ایسا سمجھتے ہیں تو یہ خیال مبارک ہو لیکن ہم ان کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ خدائے تعالیٰ کے فضل وکرم سے جمہور علماء رامپور کا دامن اس سلسلہ میں ہمیشہ ہی کافرگری اور کافرسازی کے بدنما دھبے سے پاک رہا ہے، اور دیوبندی اور بریلوی اختلافات میں انہوں نے توسط اور اعتدال کی راہ کو ہمیشہ پسند کیا ہے، ہم نے اپنے اساتذہ اور مشائخ کو اسی مسلک پر پایا اور اسی پر آج تک

ہم بھی قائم ہیں ۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ اس شدت اختلاف کے باوجود ہم آپ کو یا آپکے مودودی صاحب کو یا مودودی صاحب کے مرجع و محور شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کو بھی کافر کہنے کیلئے تیار نہیں ۔ ہم اسلام کے اندرونی فرقوں کی بے راہ روی پر کڑی سے کڑی تنقید کر سکتے ہیں لیکن ان پر خواہ مخواہ کفر و شرک چسپاں کرنا نہیں چاہتے ، ہمارا سب سے بڑا اعتراض مودودی صاحب پر یہی ہے ۔ ظاہر ہے کہ پھر ہم خود اس جرم کو کس طرح پسند کر سکتے ہیں ۔

اختلاف رائے کے باوجود اتحاد بدنیتی کی دلیل نہیں

پھر اس کو بھی جانے دیجئے ، بفرض محال اگر آپ کی خود ساختہ وجہ صحیح بھی تسلیم کر لی جائے تو اس سے بدنیتی کا یقین کیسے ہو سکتا ہے ، کیا مختلف الخیال دو شخصوں کا کسی مشترک نیک مقصد میں متحد ہو کر کام کرنا ایسی ہی بات ہے جس سے بدنیتی کا یقین ہو جائے ، آج ملک کی سیاسی جماعتوں میں مسلم اور غیر مسلم ملکر کام کر رہے ہیں کیا یہ سب بدنیت ہیں ؟ خود آپ نے اپنی جماعت کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کہ اس میں مقلد ، غیر مقلد اور اہل تصوف اور منکرین تصوف سب ہی داخل ہیں ، آپ کے قول کی بنا پر تو ان صاحبین کا بھی بدنیت ہونا لازم آتا ہے ، کیا یہ صحیح ہے ؟ ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس واقعاتی دنیا میں بہت سے ایسے مواقع پیش آتے ہیں کہ مختلف الخیال اشخاص ساتھ ملکر کام کرتے ہیں اور یہ بدنیتی کی دلیل نہیں ہوتی ، یہ بالکل بدیہی بات ہے ۔

امیر جماعت اس سے بے خبر نہیں ہو سکتے لیکن پھر بھی انہوں نے ایسا فرمایا ہے اس سے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس موقع پر حقیقت کے خلاف انہوں نے جو کچھ فرمایا ہے اس سے ان کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ اب تک جماعت اسلامی (مودودی) کے خلاف دیوبند اور رامپور سے جو فتوے شائع ہو چکے ہیں ، ان کا اثر کم کر دیا جائے ، کیونکہ جو فتوی بدنیتوں کا مرتب کیا ہوا ہوگا ، یا بدنیتوں کے استفسار پر لکھا گیا ہوگا ، وہ ظاہر ہے کہ لائق

اعتبار نہیں ہو سکتا ہے ، اس زمانہ میں عوام کے ذہنوں پر اثر ڈالنے کے لئے یہ موثر حربہ کہ اپنے مخالفین کی نیتوں پر حملہ کیا جائے امیر جماعت بھی اسی کو استعمال کر رہے ہیں دوسرا مقصد یہ بھی ہے کہ مولانا مدنی کو اہل رامپور سے بدظن کر دیں ، تاکہ ان کی اطلاعات پر و بھروسہ کر کے جماعت کی مخالفت نہ فرمائیں ، کیونکہ امیر جماعت کا خیال ہے کہ مولانا مدنی کا اختلاف اپنے معلومات پر نہیں ، بلکہ اسی طرح کے بدنیت اشخاص کی اطلاع اور دھوکہ دہی پر مبنی ہے ، ہم سمجھتے ہیں کہ مولانا مدنی کے متعلق یہ خیال انتہا درجہ کی جسارت اور سوء ظنی ہے ، کہ وہ اتنے کمزور خیال اور سطحی النظر واقع ہوئے ہیں کہ لوگوں کے بہکانے سے ایسے اہم مسائل میں بلا تحقیق فتوی صادر کر دیتے ہیں ۔

امیر جماعت اور طاغوتی لیڈر

ہمیں اس کا تو مطلقاً قلق نہیں کہ امیر جماعت اسلامی (مودودی) کی بارگاہ سے اہل رامپور اور علمائے رامپور کو بد دیانت اور بدنیت ہونے کا خطاب عطا ہوا ہے لیکن افسوس اس کا ضرور ہے کہ اقامت دین کی تحریک کے افسر اعلیٰ بھی طاغوتی جماعتوں کے لیڈروں سے کچھ پیچھے نہیں رہے ہیں ، جیسا کہ ان کی تحریروں میں ہوتا ہے وہ اپنے مقابل کی بات کو کمزور کرنے کے لئے اصل بات کے جواب کی کچھ زیادہ ضرورت نہیں سمجھتے بلکہ ذاتیات اور نیتوں پر حملے شروع کر دیتے ہیں تاکہ وہ سوسائٹی میں بدنام ہو جائیں اور ان کی بات خواہ کتنی ہی وزن دار کیوں نہ ہو ، بے اعتبار ہو کر رہ جائے ، اسی طرح ہمارے افسر اعلیٰ کا حال ہے ، "زندگی ماہ ستمبر" کے تازہ پرچہ میں مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب پر جو اتہام لگایا گیا ہے مولانا کو بدنام کرنے کے لئے وہ بھی اسی طرح کا ایک ذاتی حملہ ہے ، اپنی صداقت شعاری جرأت حق ، اور حمیت دینی کی ستائش کے ساتھ مولانا کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے اس سے یہ ظاہر کرنا مقصود ہے کہ مولانا حق گوئی کے مقابلہ میں اپنی شخصیت کا لحاظ مقدم رکھتے ہیں اور

اس وجہ سے اظہارِ حق کی جرأت نہیں رکھتے ، چنانچہ وہ لکھتے ہیں :۔

"ان ہی (مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب رامپوری) کا یہ قول مجھ تک پہونچا ہے کہ وہ اپنے وعظ میں واقعات کربلا پر تاریخی حیثیت سے گفتگو کرنا نہیں چاہتے کیونکہ خارجیت یا شیعیت میں سے کسی ایک کا الزام لئے بغیر یہ کام کیا ہی نہیں جا سکتا ، اس سے اس کام کی اہمیت و نزاکت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے لیکن ظاہر ہے ہر ایک کے لئے اس طرح اس کام سے پہلو بچا لینا آسان بات نہیں ہے بالخصوص ان لوگوں کے لئے جو یہ بھی جانتے ہوں کہ حق و صواب صحیح شکل میں سامنے آجائیں تاکہ مسلمان صحیح راہ اسلام پر گامزن ہو سکیں "

ان کی تحریروں میں غیر جماعتی اشخاص پر کچھ اسی طرح کا طعن و طنز ہوتا ہے ، جو اس ...... اعتبار سے لائق شکر بھی ہے کہ جماعت اسلامی کے صالحین کے بارے میں جو حسن ظن کی غلط فہمی ہو سکتی تھی اس سے انہوں نے پردہ اٹھا دیا ، اور لوگوں کو یہ سمجھنے کا موقعہ دیا کہ اس جماعت صالحین کے امیر ہند تو ایک عالم دین پر بلا سند مستند ایسا غلط اتہام لگا سکتے ہیں اور ان کے متبعین ایسی بے سروپا بات گڑھ کر ان تک پہونچا سکتے ہیں ، یہ تو ہوا ان کے طرز نگارش کا نمونہ ، اس کے علاوہ رہا ارباب جماعت کا طرز عمل تو وہ اس پر بھی فوق ہے

ارباب جماعت کا طرز عمل

چنانچہ ایک رکن جماعت کے سامنے جب ان فتووں میں سے کسی فتوی کا ذکر آیا تو فرمایا

" قافلے گذرتے چلے جاتے ہیں اور کتے یوں ہی بھونکتے رہتے ہیں "

ایک دوسرے حضرت تو اتنے برافروختہ ہوئے کہ آپے سے باہر ہی ہو گئے ، اور انہوں نے بالتخصیص ان تمام علمائے کرام کو منافق ، جاہل ، کاذب تک کہہ ڈالا - ایسی بھی مثالیں پیش آئی ہیں کہ بعض ارکان جماعت نے اپنے مقابل سے گفتگو میں مسجد کے اندر ایسے

سخت شرمناک الفاظ سے چوٹ کی ہے کہ اس سے جماعت اسلامی کے رکن کا مقام تو بہت بلند ہے اس کو منزہ ہونا ہی چاہئے ، وہ ایک دنیادار مہذب انسان کی بھی شان کے لائق نہیں ہیں ۔ واضح رہے کہ یہ تمام باتیں ثقہ ذریعہ سے امیر جماعت تک پہونچ چکی ہیں اور جواب طلبی پر وہ حضرات اس کا اعتراف بھی کر چکے ہیں لیکن نہیں معلوم کہ صالحیت کے سند یافتہ اور نسلی اسلام کا تمغہ پانے والے عام مسلمانوں میں کیا فرق تجویز فرمایا گیا ۔

اینٹ کا جواب پتھر

یہاں ایک بات اور بھی قابل غور ہے ، امیر جماعت ہند نے اپنی سرکاری آرگن "زندگی" ماہ جون و جولائی میں اپنے اراکین کے متعلق ہر قسم کا حسن ظن قائم کرنے کے بعد اپنے ہمدرد و متاثر حضرات کی طرف سے کسی اشتعال میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ظاہر کیا ہے ۔ اور اس کے ثبوت میں ایک متاثر صاحب کے خط کا اقتباس نقل کیا ہے ، جس میں وہ لکھتے ہیں کہ "میں جماعت اسلامی سے متاثر ہوں اور جماعت کیلئے ہر قربانی دینے کو تیار ہوں ، خدا کے فضل سے ہم میں اتنی طاقت ہے کہ اینٹ کا جواب پتھر سے دیں اور ہر صورت سے مقابلہ کی طاقت ہم میں موجود ہے "

دوسرے ہمدرد صاحب نے تحریر فرمایا کہ " یہ بھی برداشت نہیں ہو سکتا کہ کوئی ہمارے مشن پر کھلے طور پر حملہ کرے اور ہم ٹک ٹک دیکھتے رہیں " یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ کسی نادان اور کم سمجھ شخص کے کسی بے جا رویہ کے باعث جماعت کا کوئی ہمدرد یا متاثر مشتعل ہو جائے ، لیکن امیر جماعت ہند کے اس انتخاب پر تعجب ضرور ہے کہ انہوں نے اپنے خاص اراکین کی دریدہ دہنی اور اشتعال انگیزی کے نظائر کا علم و یقین ہونے کے باوجود ان کے رویہ سے عام حسن ظن کیوں قائم کر لیا اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس قسم کی فروگذاشتوں میں ایسی لغزشوں کا انتخاب کیوں

فرمایا، جس سے مخالفین کے دماغوں کو تخویف اور دھمکی اور طاقت وقوت کے ڈر سے
متاثر کرنا ظاہر ہوتا ہے ، مانا کہ انھوں نے اس اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی اجازت
خواہی پر صبر وتحمل ہی کی تلقین فرمائی ہے لیکن "حدیث دیگراں" کے طور پر بھی اپنے ناقدین
کو اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کے ارادہ کا اظہار اور دھمکی مصلح امت امیر جماعت ہند
کی شان کے لئے زیب نہیں دیتی ، اور ناقدین یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ متاثرین جماعت کی،
کمزوریوں میں سے اس کمزوری کا انتخاب انھوں نے صرف اس وجہ سے کیا ہے کہ "ترکی ملا
تازی کا نیا" اور ہ

خوشتر آں باشد کہ سر دلبراں ۔ گفتہ آید در حدیث دیگران

ہم اس موقع پر امیر جماعت ہند کو صرف یہ یاد دلانا چاہتے ہیں کہ ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ و
الموعظۃ الحسنۃ وجادلھم بالتی ھی احسن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہاں کی جماعت اسلامی (مودودی)
جیسا کہ اپنے دوسرے نظریات واعتقادات میں مودودی صاحب کی پابند ہے اسی،
طرح اپنے مقابل کے طرز جواب میں بھی انہیں کی متبع ہے ، چنانچہ جب ہم مودودی،
صاحب کا طرز دیکھتے ہیں تو اس میں بھی یہ سب کچھ مواد پاتے ہیں ۔

مودودی صاحب کی تحریر کے نمونے

مودودی صاحب سے مختلف اشخاص نے متعدد سوالات ان فتوؤں کے بارے میں
کئے ہیں ، ان سوالات کے جوابات میں ان کا طرز نگارش ملاحظہ ہو ۔ مودودی صاحب
کے یہ جوابات "ترجمان" کے کئی صفحات پر پھیلے ہوئے ہیں ۔ لیکن انہوں نے ان فتوؤں
کے اصل مضمون کا جواب نہیں دیا ہے ۔ کیونکہ اس اعتبار سے وہ جواب کے قابل ہی،
نہیں چنانچہ وہ خود فرماتے ہیں :۔

"میں نے ان فتوؤں کو بغور پڑھ لیا ہے یہ کسی جواب کے لائق نہیں (ترجمان القرآن جلد ۳۵

اصل جواب سے پہلوتہی کر کے امیر پاکستان نے آٹھ دس صفحات میں جو کچھ فرمایا ہے اس میں
علمائے کرام کو اسی طرح کی جلی کٹی سنائی ہیں جس کا نمونہ امیر ہند نے پیش کیا ہے بلکہ
انصاف یہ ہے کہ امیر ہند ابھی ان سے پیچھے ہیں ، کسی صاحب نے مودودی صاحب
کو ایک طویل خط لکھا اور اس میں حسب ذیل مشورہ دیا ہے :۔

علی الخصوص حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ، حضرت مولانا اعزاز
علی صاحب ، حضرت مولانا طیب صاحب ، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ
صاحب ، حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب ، حضرت مولانا احمد سعید صاحب
حضرت مولانا زکریا صاحب ، مولانا حافظ عبد اللطیف صاحب سے خط وکتابت
کر کے انہیں مشورہ دیں کہ اگر میرے متعلق یا جماعت کے متعلق کوئی استفتاء
آپ کے سامنے آئے تو خود جواب دینے سے پہلے آپ مجھ سے اصل حقیقت
معلوم کر لیا کریں "

اس کے متعلق مولوی مودودی صاحب کا جواب انہی کے الفاظ میں درج ذیل ہے :۔

"اب یہ حضرات اس مقام سے گذر چکے ہیں جہاں ان کو خطاب کرنا مناسب
اور مفید ہو ، سب سے زیادہ افسوس مجھے مفتی کفایت اللہ صاحب پر ہے ،
کیونکہ ۳۰ سال سے ان کا نیاز مند ہوں ، اور ہمیشہ ان کا احترام کرتا رہا
ہوں ، افسوس کہ انہوں نے جماعتی عصبیت میں آنکھیں بند کر کے یہ فتویٰ
تحریر فرما دیا ، بہت برا توشہ آخرت ہے جو انھوں نے اپنی عمر کے آخری
دور میں اپنے ساتھ لیا ہے ، باقی رہے دوسرے حضرات تو ان کے فتوے
پڑھ کر میں نے محسوس کیا ہے کہ جس وقت یہ فتوے لکھے جا رہے تھے اس وقت
خدا کا خوف اور آخرت کی جوابدہی کا احساس شاید ان کے قریب بھی موجود
نہ تھا ، مفتی سعید احمد صاحب کے فتوؤں میں تو صریح بد دیانتی کی بدترین

مثالیں پائی جاتی ہیں جنہیں دیکھ کر گھن آتی ہے .... یہ لوگ اگر دیانت اور سچائی کا ہتھیار لیکر حملہ آور ہوتے .... تو میں یقیناً اُن کے آگے جھکتا اور اپنی غلطیوں کا اعتراف کر کے اپنی اصلاح کرتا لیکن انہوں نے ہتھیار جھوٹ کا استعمال کیا ہے اور حملہ آور ہونے میں دنائت کی راہ اختیار کی ہے، اس لئے میں ان کے ساتھ وہی طریقہ اختیار کرونگا جو ایک شریف آدمی کو کرنا چاہئے۔ اذا مروا باللغو مروا کراما۔

اس عبارت میں مودودی صاحب نے علماءکرام کو متعصب، بد دیانت، جھوٹا، دنی، کمینہ خدا سے نڈر اور آخرت کی جواب دہی سے غافل، یہ سب ہی کچھ کہہ ڈالا ہے، وہ تو خیر ہو گئی کہ ان کو قرآن پاک کی آیت یاد آگئی، ادھر اپنی شرافت اور بزرگی کا خیال دامنگیر ہو گیا کہ انہوں نے شریف آدمی کا طریقہ اختیار کر لیا، ورنہ نہیں معلوم اور بازاری کیا کیا سناتے کہ جس سے دنیا دنگ رہ جاتی اور ان حضرات کو بھی مزہ ہی آجاتا کہ مودودی صاحب پر تنقید کا یہ خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے۔

مودودی صاحب کی نظر میں حق پرست کون ہے؟

مودودی صاحب کی نظر میں طبقہ علماء میں حق پرست صرف وہی ہو سکتا ہے جو ان کی دعوت کی طرف لبیک کہنے کو تیار ہو، جو ایسا نہ ہو وہ نفس پرست اور رفتہ پرداز ہے، چنانچہ ایک خط کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے:-

"علماء میں سے جو حق پرست ہیں ان تک بالواسطہ دعوت پہونچ رہی ہے اور وہ خود آہستہ آہستہ توجہ فرما رہے ہیں، مگر ہمیں کچھ نہیں معلوم کہ اس لباس میں کہاں حق پرست دل چھپے ہوئے ہیں اور کہاں متقیانہ شان کے ساتھ نفس کی بندگی ہو رہی ہے، اس لئے ایک مرد حق کے مل جانے کی امید پر ان

جگہوں میں ہاتھ نہ ڈال دیجے جہاں پچاس فتنے بھڑک اٹھنے کے لئے تیار ہوں بڑے بڑے آستانوں سے ذرا دور رہ کر تبلیغ فرمایئے ان کے حمیٰ کے قریب اگر آپ جائیں گے تو یاد رکھئے کہ فوراً خطرہ کی گھنٹی بج جائے گی۔"

یہ عبارت بھی ترجمان القرآن جلد ۲۵ رسائل و مسائل صفحہ ۶۳ سے لی گئی ہے۔ جو تقریباً تمام حضرات علمائے کرام کی شان میں اسی طرح کی قصیدہ گوئی سے پُر ہے، یہ علماءکرام ... ہیں، اس پر مودودی صاحب کی عبارت کا ابتدائی حصہ دلالت کر رہا ہے جو درج ذیل ہے

"آپ کے عنایت نامہ سے ان اسباب کا سراغ ملا جنکی وجہ سے دیوبند، سہارنپور سے لیکر مدرسہ امینیہ تک یکایک یہ طوفان اٹھ کھڑا ہوا ہے، الخ

انہی علماء کے متعلق مزید ارشاد ہے:-

"حقیقت یہ ہے کہ ہمارے علماءکرام کی اکثریت یا تو قلت فہم یا کم ہمتی کے سبب سے یا پھر اپنی نااہلی کے اندرونی احساس کی وجہ سے دین و دنیا کی اس تقسیم پر راضی ہو چکی ہے جس کا تخیل اب سے مدتوں پہلے عیسائیوں سے مسلمانوں کے ہاں درآمد ہوا تھا۔"

... نے اوپر مشتے نمونہ از خروارے کے مصداق امیر ہند اور امیر پاکستان کی عبارت ... مختصر نوٹ درج کئے ہیں، اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھا جا سکتا تھا لیکن بخوف طوالت ... نے اسی پر اکتفا کیا، کیا اچھا ہو کہ جماعت اسلامی اپنی روش پر نظر ثانی کرے اور سمجھے کہ ... حق کا یہ طریقہ نہیں ہے کہ اپنے سوا ہر ایک کو بدنیت، بد دیانت جھوٹا اور نااہل کہہ کر ... کی بات کو ٹھکرا دیا جائے اور جمہور سے کٹ کر جو کچھ اپنی سمجھ میں آئے بس اسی کو ... سمجھ لیا جائے

علماء کو بُرا کہنے کا نتیجہ گمراہی ہے

علماءکرام کی شان میں اس بدزبانی کا نتیجہ گمراہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے، کیونکہ مسلسل

اس پروپیگنڈہ کا اثر یا تو یہ ہوگا کہ عوام علماء سے آزاد ہوکر دین سے بالکل بے تعلق ہوجائیں یا کہ ہر جاہل اردو کے رسائل و تراجم پڑھ کر خود عالم اور مجتہد بن جائے، یا پھر یہ کہ تنہا مودودی صاحب کو مطاع مطلق مان کر انہیں کی رائے کا پابند ہوجائے، پہلی دونوں صورتوں کے مضر ہونے میں تو غالباً جماعت اسلامی کو بھی کلام نہ ہو۔ رہی تیسری صورت تو ہمارے نزدیک وہ بھی پہلی صورتوں سے کم مضر نہیں ہے، لہٰذا جماعت اسلامی کی یہ روش جسکے مذکورہ بالا نتائج ظہور میں آنے لگے ہیں، سخت خطرناک ہے، چنانچہ مولانا مدنی نے اپنے مکتوب ہدایت کے عنوان میں ابو اللیث صاحب امیر جماعت کو جو کچھ لکھا تھا اس سے ہمارے خیال کی تائید ہوتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ مودودی جماعت کے عام لٹریچر کا یہی حال ہے، مولانا مدنی کا ارشاد ہے "وہ (جماعت اسلامی) علماء ظاہر اور محافظین علوم شرعیہ کی شان میں سخت گستاخی کے الفاظ استعمال کرتی ہوئی عوام کو ان سے متنفر کرتی ہے اور ان کی تذلیل و توہین عمل میں لاتی ہوئی غیر قابل اعتماد ٹھہراتی ہے اور عام مسلمانوں کو نئے اسلام اور اس کے لیڈر کی تقلید اور تابعداری کی طرف بلاتی ہے، حالانکہ اس پرآشوب و فتن زمانہ میں جبکہ فسق و فجور، الحاد و کفر ہوا پرستی اور خواہشات نفسانی کا چاروں طرف دور دورہ ہے خدا اور رسول سے لوگ دور ہوتے جاتے اور شریعت کو پس پشت ڈالتے جاتے ہیں، ضروری تھا کہ محافظین شرع اور مبلغین دین و ہدایت کا وقار عوام میں قائم کیا جاتا اور احیاء دین اور اتباع شریعت کی صورتیں پیدا کی جائیں، عوام کے اذہان میں اس کے برعکس توہین اور تذلیل کو جا دینا دین کے مٹانے کے مترادف ہے، یہی طریقہ تمام فرق مبتدعہ نے ہمیشہ جاری رکھا ہے، یہی طریقہ نیچریوں، قادیانیوں اور خاکساروں وغیرہ نے کیا، بلکہ مشرقی کا رسالہ ماہوار "مولوی کا ایمان" تو اس بات میں خوب کھیل کھیلا، اور ہر مبتدع اور ضال اپنے عیوب کو چھپانے اور اپنی ضلالت و گمراہی کو پھیلانے کے لیے یہی طریقہ عمل میں لاتا ہے اس کے جواب میں ابو اللیث صاحب کا ارشاد بھی ملاحظہ ہو:۔

اس جماعت کے لوگ علماء کیا ہر مسلمان بلکہ ہر انسان کو قابل احترام سمجھتے ہیں اور کسی کی توہین و تذلیل کے روادار نہیں، (ماہنامہ زندگی صفحہ ۱۰۹) ہم نے اوپر جماعت اسلامی کے طرز نگارش کے جو چند نمونے لکھے ہیں ناظرین کرام اس کو پڑھ کر خود سمجھ سکتے ہیں کہ امیر جماعت کا جواب کہاں تک صحیح ہے اور تعجب خیز بات یہ ہے کہ جس رسالہ میں امیر جماعت کا یہ جواب ہے ہمارے اقتباسات بھی اسی سے لئے گئے ہیں، امیر جماعت تو گویا مولانا مدنی کو جھوٹا کہہ رہے ہیں لیکن قدرتی طور پر خود ان کی تحریر مولینا مدنی کی صداقت کی شہادت دے رہی ہے اور اپنے جواب کی تکذیب کر رہی ہے۔

ناقدین اور مودودی صاحب کے چند تہذیبی و اخلاقی جملوں کا موازنہ

کچھ دن ہوئے کہ رسالہ دارالعلوم دیوبند میں تحریک مودودیت کے خلاف مولینا عبدالرشید صاحب گنگوہی کا ایک مضمون شائع ہوا تھا۔ مودودی صاحب نے اپنے رسالہ ترجمان القرآن میں اسے جگہ دیکر فٹ نوٹ میں اس کا جواب لکھا اور امین احسن صاحب نے مستقل طور پر۔ انشاء اللہ آئندہ مفصل ان جوابوں کا جائزہ لیا جائیگا، سردست مولینا عبدالرشید صاحب گنگوہی کے مضمون کے چند ٹکڑے اور ان ہی سے متعلق مودودی صاحب کے جواب کے چند ٹکڑے بالمقابل نقل کئے جاتے ہیں تاکہ ناظرین اندازہ لگائیں کہ گنگوہی صاحب نے ادائے مقصد میں کسقدر انصاف احتیاط سنجیدگی اور متانت کو مدنظر رکھا ہے اور مودودی صاحب نے کسقدر شوخی، بیباکی اور دریدہ دہنی کو:۔

مولانا عبدالرشید صاحب گنگوہی	مولانا مودودی صاحب
(۱) مولینا مودودی صاحب اور ان کی جماعت کے متعلق میرے تاثرات آپ دریافت فرما رہے ہیں، دیانۃً جو میری رائے ہے وہ عرض کرتا ہوں گو مجھ کو اندیشہ ہے کہ پوری بات احتیاط کے ساتھ مع اپنے تمام ضروری گوشوں کے اسی قدر وزن کیساتھ جتنی کہ ہے شاید ادا نہ کرسکوں ...... غور کرنے پر معلوم ہوتا ہے کہ	(۱) مگر یہ آپ لوگوں کی وسعت ظرف ہے کہ اپنے گروہ کے کسی شخص سے غلطی ہوجائے تو پہلے تاویلیں کر کر کے اس کی بات بنانے کی کوشش کرتے پھرتے ہیں ...... ہم اس بحث کو ناگوار

مولینا مودودی کی دعوت وتحریک دمجموعہ لٹریچر کچھ منفعتیں بھی اپنے اندر رکھتا ہے اور بعض مضرتیں بھی ...... اس لیے ان کے ٹہے بڑے مدعیان علم مسائل کے بارے میں فاحش اور مضحکہ خیز غلطیاں کرتے ہیں ،

(۲) ہر فرد جماعت مائل باجتہاد اور براہ راست کتاب وسنت سے اخذ واستنباط کا مدعی ہے خواہ اس کا علم اور مبلغ فکر، جماعتی لٹریچر کی چند کتب ہی ہوں اور بیباکی کے ساتھ فقہائے امت اور سلف صالحین پر تنقید کیلئے تیار ۔

(۳) ممکن ہے بعض ذی علم محتاط افراد اس تعدی سے محفوظ ہوں جن کی تعداد بغایت محدود ہوگی ورنہ عامہ اکثریت اس سے خالی نہیں ۔

(۴) غور فرمایئے کہ یہ سب کچھ کیوں ہے اس لئے کہ مولینا مودودی صاحب کا فکری وعملی مزاج وقوام باوجود اخلاص نیک نیتی کے اسی انداز کا واقع ہوا ہے انکا خیال ہے کہ میں نے دین کو حال یا ماضی کے اشخاص سے سمجھنے کے بجائے براہ راست کتاب وسنت سے سمجھا ہے یہ عبارت کئی جگہ انکی تصانیف میں موجود ہے اس عبارت نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اجاد ، ائمہ ، فقہا ، محدثین اور انکی تمام علمی فقہی مساعی اور خدمات سے امت کو یکسر مستغنی کر دیا ہے ۔

حد تک بڑھانا نہیں چاہتے ورنہ اس تعصب اور اجارہ دارانہ ذہنیت کی متعدد مثالیں پیش کرتے ،

(۲) یہ صریح تہمت ہے جو تقوی کا لباس اوڑھ کر لگائی گئی ہے ..... دلیل ہو پر جب آپ لوگ زبان کھولتے ہیں تو یوں حق والصاف سے بے نیاز ہو کر صریح بہتان گڑھنے تک سے نہیں چوکتے ۔

(۳) ہم پھر دریافت کرتے ہیں کہ جماعت کی اکثریت سے آپ کی واقفیت ہی کتنی ؟ جسکی بناء پر آپ دیا تنا کوئی عام حکم چسپاں کرنے میں حق بجانب ہوں ۔

(۴) یہ پھر ایک صریح تہمت ہے جو اسقدر بیباکی کیساتھ لگائی گئی ہے جس عبارت کو آپ سباق وسیاق سے الگ کرکے اپنے من مانے معنی پہنا رہے ہیں اس میں قائل کا منشا یہ ہے کہ وہ دین کے فہم میں ماضی وحال کے کسی شخص یا گروہ کا اندھا مقلد نہیں ہے اس لئے بڑے بڑے نام لیکر اسے مرعوب کرنیکی کوشش نہ کیجائے ۔

(۵) کسی کو شعر کا پیغمبر اعظم کہا کسی کو سیاست کا اوتار کہا کسی ادیب کو مجموعہ ادب کا خالق کہہ گزرے ، علامہ فہامہ امام الائمۃ القاب تو روزمرہ کی تقسیم ہے

بقیہ صفحہ ۸ پر

(۵) سوال یہ ہے کہ کیا کچھ مخصوص حقوق آپ لوگوں نے رجسٹر کرا رکھے ہیں ...... سوال یہ ہے کہ یہ سب تنگ ظرفی ہے یا اسکے ساتھ کچھ اجارہ داری کا جذبہ بھی شامل ہے

جماعت اسلامی کے ایک اعتراض کا جواب

اہل جماعت کیطرف سے بار بار کہا جا رہا ہے کہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ ہماری غلطیاں ہمارے سامنے پیش کی جائیں یہ طریقہ غلط ہے کہ فتوی اور بیان شائع کرکے ناواقف لوگوں میں بدنام کیا جاتا ہے ، اس سلسلہ میں اول تو یہ بات ہے کہ ایسے لوگوں کی مذہبی غلطیاں جو مقتدا اور پیشوا ہو کر قوم کے سامنے آچکے ہوں اور اپنے غلط لٹریچر کی عام تبلیغ کر رہے ہوں نیز قوم نے ان غلطیوں کو صحیح اسلام سمجھ کر قبول کر لیا ہو ، اگر اعلانیہ ظاہر کی جائیں تو ہمارے ناقص خیال میں یہ کچھ غلط طریقہ نہیں ہے ۔ دوسرے یہ کہ جب صورت حال یہ ہو کہ جماعت اسلامی تنہا اپنے ہی طرز فکر کو صحیح سمجھ کر دوسرے طرز فکر کو سرے سے غلط قرار دے چکی ہو اور اسی بناء پر اسلاف کرام کے مسلمات کی بھی تغلیط کر چکی ہو اور اس کے نزدیک اپنی مستقل قوت اجتہادیہ اور نظر متفرد کے مقابلہ میں کسی کی بھی حقیقت نہ ہو تو ایسی حالت میں نہ مشافہتہً گفتگو کا کوئی فائدہ برآمد ہو سکتا ہے اور نہ تحریر خاص جو انہی کے لئے ہو مفید ہو سکتی ہے ۔ بس اس عالم یاس میں اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ علماء ان غلطیوں کو ظاہر کر دیں تاکہ وہ خود مانیں یا نہ مانیں لیکن دوسروں پر ان کی حقیقت واضح ہو جائے ۔ اور عوام کسی غلط فہمی میں مبتلا ہو کر دین حنیف کے جمہوری مسلک سے نہ ہٹیں ۔ پھر مطلقاً یہ کہنا بھی درست نہیں کہ ان کی غلطیوں سے براہ راست ان کو مطلع نہ کیا گیا ہو ۔ رسالہ ترجمان القرآن اور

رسالہ زندگی کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو ایسی تحریرات بھی پہونچتی رہی ہیں جس میں ان کے غلط نظریات پر متنبہ کیا گیا ہے، لیکن ان کا نتیجہ نقارخانہ میں طوطی کی آواز ہو کر رہ گیا، وہ تحریریں یا تو استہزاء اور تضحیک کی نذر ہوئیں یا تردید و تغلیط کی، حقیقت یہ ہے کہ جب نظریات اور اعتقادیات میں اختلاف پیدا ہو کر سوچنے کا طرز ہی جداگانہ ہو جائے تو ہر طرح کی بحث لاحاصل ہوا کرتی ہے۔

مودودی جماعت جمہور علماء سے الگ ایک نئے ڈھنگ سے مسائل کو سوچتی ہے، اور جمہور اہل سنت، اکابر سلف کے صحیح اصول اور طریق فکر کے مطابق انداز فکر رکھتے ہیں، اہل جماعت اپنے موقف سے ہٹنے کیلئے کسی طرح تیار نہیں۔ اور جمہور علماء ان کے طریق کو غلط سمجھ کر اپنی راہ حق بدلنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے، تو پھر اس حالت میں ان کی غلطیاں ان کے سامنے کس طرح پیش کی جائیں اور ان کو کیوں کر تسلیم کرائی جائیں۔ اسی بات کو مولانا مدنی نے اپنے مکتوب ہدایت میں امیر جماعت کو تحریر فرمایا تھا:۔

امور مذکورہ بالا کے ہوتے ہوئے میں نہیں سمجھ سکتا کہ جناب سے شرف ملاقات سے کیا نتیجہ حاصل ہو سکتا ہے، میں ایک پرانا مقلد حنفی خادم مشائخ طریقت ہوں، آپ حضرات نئے اسلام کے روشن چراغ ہیں، میں مسلمانوں کو سلف صالحین کے رستہ پر چلانا اور دیکھنا چاہتا ہوں اور اسی میں ان کی نجات سمجھتا ہوں، آپ حضرات مودودی صاحب کے نئے اسلام پر مسلمانوں کو چلانا چاہتے ہیں۔ ان کی تجدید و احیاء کو جو کہ حضرت مجدد الف ثانی اور شاہ ولی اللہ اور حضرت سید احمد شہید وغیرہ رحمہم اللہ کو بھی نصیب نہیں ہو سکی ذریعہ نجات مسلمانوں کے لئے قرار دیتے ہیں۔ آپ سلف صالحین کی تیرہ سو سالہ جاہلیت سے جو کہ مسلمانوں میں اس وقت سے لیکر آج تک

جاری رہی اور ہر مقتدی اور امام اسلام بجز شرذمہ قلیلہ اس میں مبتلا رہا اس سے نجات دلانا چاہتے ہیں پھر اس اصولی بون بعید پر کیا امید ہے کہ آپ مجھ پر کوئی اثر ڈالیں اور میں آپ پر اثر ڈال سکوں۔

یہاں سے جماعت اسلامی کی ایک دوسری بات کا بھی جواب ہو جاتا ہے وہ یہ کہ جماعت اسلامی، ان تمام اعتراضات سے جو جمہور علماء کی طرف سے کئے گئے ہیں عوام کی توجہ ہٹانے کے لئے کہا کرتی ہے، کہ ہماری دعوت اقامت دین ہے۔ یعنی پوری زندگی پر اسلام کو نافذ و جاری کرنا۔ جماعت کے مخالفین جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ گویا اقامت دین ہی کے مخالف ہیں۔ جماعت اسلامی کا کہنا حقیقت کے خلاف اور اپنے مخالفین پر ظلم ہے۔ کوئی مسلمان نفس دعوت کا نہ مخالف ہے اور نہ مخالف ہو سکتا ہے۔ لیکن کلام اس میں ہے کہ جس اسلام اور دین کو قائم کرنے کے لئے یہ تحریک وجود میں آئی ہے وہ کیا ہے؟۔ جماعت کے مخالفین جمہور علماء کی نظر میں جیسا کہ مولانا مدنی نے تحریر فرمایا ہے "وہ مودودی صاحب کا پیش کیا ہوا نیا اسلام ہے" اقامت دین کے نام پر اسی کی تبلیغ و اقامت ہو رہی ہے۔ اور اہل جماعت کے نزدیک حکومت الٰہی کی اساس مودودی صاحب کے وہ نظریات ہی ہیں جن کو انہوں نے کتاب و سنت سے براہ راست اخذ کیا ہے۔

علماء کے نزدیک ان نظریات میں بہت سی باتیں غلط ہیں اور امت مسلمہ کے لئے خطرناک، علمائے کرام کا اگر قصور ہے تو بس اتنا (جس پر وہ مورد قہر و عتاب بنے ہوئے ہیں) کہ ان غلط باتوں کو جن کو وہ علی وجہ البصیرۃ غلط سمجھ رہے ہیں، غلط کیوں کہدیا۔ اسکو قصور اور جرم کہہ سکتے ہیں تو یقیناً وہ قصوروار ہیں خارجی، معتزلی، شیعی، مہدوی، قادیانی، وہابی، مشرقی، چکڑالوی تصورات کی تنقید و تردید اگر جرم و قصور ہے تو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے اور انشاء اللہ آئندہ بھی جاری رہے گا۔

مودودی لٹریچر نہ دیکھنے کا الزام

ایک بات اور بھی کہی جا رہی ہے کہ علما کی مخالفت ناواقفیت کی بنا پر ہے انہوں نے پورا لٹریچر مطالعہ ہی نہیں کیا ہے ۔ یہ بات عموم اور اطلاق کے ساتھ کہنا غلط ہے ، بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا حسین احمد صاحب ، مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب ایسے اکابر علما کے متعلق یہ کہنا کہ بغیر غور و تحقیق کے وہ مخالفت کر رہے ہیں اس میں ان کی توہین ہے اور یہ ان پر بڑا حملہ ہے ، کیونکہ اس سے یہ بات نکلتی ہے کہ ان حضرات کی مخالفت کا داعیہ محض ذاتی حسد و بغض ہے ، کوئی دینی ضرورت نہیں ۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ جب تک ان علماء کرام کے سامنے مودودی لٹریچر کا قابل اعتراض حصہ نہیں آیا تھا اس وقت تک نہ صرف یہ کہ انہوں نے مخالفت نہیں کی بلکہ موافقت ہی کی ۔ یہ ان کی کمال دیانت کی دلیل ہے ، لیکن افسوس کہ آج اس موافقت کو بھی ان حضرات کے عیب میں شمار کیا جا رہا ہے ، (دیکھو زندگی اور ترجمان القرآن میں ان تحریرات پر تبصرہ جو مفتی کفایت اللہ صاحب اور مولانا حسین احمد صاحب نے پوری تحقیق حال سے پہلے تحریر فرمائی تھیں) ۔

کسی تحریک کو سمجھنے کے لئے جس قدر لٹریچر دیکھنا ضروری تھا وہ دیکھ کر ہی علماء نے فتوے لکھے ہیں ۔ البتہ یہ کہ مودودی لٹریچر کا ایک ایک لفظ مطالعہ کیا ہو تو اس کی نہ ضرورت ہی ہے ، اور نہ ایسا کیا جاتا ہے ، غالباً " امیر جماعت کے نزدیک بھی علماء کو اس حد تک مکلف کرنا معقول بات نہ ہوگی ۔

دعوت مودودی اور آپس میں افہام و تفہیم

ہم نے اوپر جو کچھ تحریر کیا ہے ناظرین کرام نے اُسے پڑھ کر اندازہ کیا ہوگا کہ جماعت اسلامی جمہور سے کٹکر ایک علیحدہ فرقہ بن چکی ہے ۔

اور اس کا طرز فکر مخصوص اور منفرد ہے ، ایسی حالت میں قطعی کوئی امید نہیں کہ وہ اپنے مخالفین کی باتوں پر دھیان کرے ،

لہذا اس سلسلہ میں نہ کسی مراسلے کی ضرورت رہتی ہے اور نہ کوئی ملاقات ہی مفید ہو سکتی ہے ، یہ بات خود ان کو بھی تسلیم ہے ، چنانچہ مودودی صاحب کی تحریر کے اقتباس میں اوپر مذکور ہو چکا ہے ۔ کہ وہ حضرات علماء اس مقام سے گذرا ہوا سمجھ رہے ہیں جہاں خطاب مناسب اور مفید ہوتا ہے ، وہ اپنے خیال میں علماء کو یہ کہہ رہے ہیں ، اور ہم ان کے متعلق یہ خیال کرتے ہیں کہ سید ابوالاعلی صاحب خود اور ان سے فیض یافتہ ارباب جماعت اس قدر اونچے ہو چکے ہیں کہ علماء کرام کی نحیف آواز ان کے سمع قبول تک رسائی نہیں پاسکتی۔

لیکن اس کے باوجود مولانا ابو اللیث صاحب امیر جماعت ہند نے خاص انداز میں اپنی خواہش کا ذکر کیا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ علماء کرام ان کی تحریک و دعوت کو جانچ کر بتائیں کہ انہوں نے کیا غلطیاں کی ہیں تاکہ وہ اپنی اصلاح کریں چنانچہ ماہنامہ زندگی ماہ جون جولائی [illegible] پر وہ لکھتے ہیں :-

ان علماء میں (جو دانستہ مخالفت پر کمر بستہ ہیں) بعض لوگوں کا حال یہ ہے کہ ہم نے ان کی خدمت میں حاضر ہو کر بذریعہ خط و کتابت یہ درخواست کی وہ ہماری دعوت کو قرآن و سنت کی روشنی میں

جانچ کر ہمیں مطلع کریں کہ اس میں اسلام کے خلاف کیا باتیں ہیں اگر
واقعی وہ دلائل سے ہمیں مطمئن کر دیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں تو ہم بغیر
ایک لمحہ کے توقف و تردد کے اپنی اصلاح کر لیں گے، لیکن آج تک
انہوں نے اس کی زحمت گوارا نہیں کی ۔

جیسا کہ معلوم ہے تحریک جماعت اسلامی کے متعلق ہندوستان کے اکابر کی طرف سے متعدد فتوے لکھ کر شائع کر دیے گئے ہیں اور ان کی کاپیاں امیر جماعت کی خدمت میں بھی پہونچا دی گئی ہیں اس میں ان کے لٹریچر کی خامیاں اور غلطیاں موجود ہیں، لیکن پھر بھی امیر جماعت فرما رہے ہیں کہ آج تک علمائے اس کی زحمت گوارا نہیں فرمائی

(بقیہ ص ۲۳ کا)

(۴) شاید میں ذرا تجاوز کر گیا۔ استغفر اللہ اہم لغیبون رحمۃ ربک ۔ ہم معترض ہونے والے کون، اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں، اگر واقعی ایسا ہے تو ہم کو بھی اہل حق کی تائید و نصرت سے محروم نہ فرمائے، اور مناع للخیر ہونے کے مظلمہ سے بچائے۔ یا ہماری قلت نظر و نقص فہم کو اعتذار میں قبول فرمائے۔

باور دکشان ہر کہ در افتاد برافتاد ۔ ما تجربہ کردیم دریں دو مکافات کے خوف سے واللہ فارغ نہیں ہوں، ورنہ تو امت کو ان کی اجتہادی اغلاط کے ضرر سے بچائے۔

(۵) اس سب کے باوجود نفس تحریک اقامت دین و دستور اسلامی کی سعی یقیناً مشکور ہے اس کی مخالفت، منشائے حق کی مخالفت ہے، جسطرح ممکن ہو تائید و نصرت سے گریز نہ کیا جائے۔

(۶) جزاک اللہ اس تقویٰ کے قربان جایئے سب کچھ فرمانے کے بعد اب حضرت کو شاید ذرا، تجاوز کر جانیکا احساس ہوا، اور اس احساس نے بھی جناب کو پچھلے ارشادات کیطرف پلٹ کر دیکھنے کے بجائے اگر کسی بات پر ابھارا تو وہ یہ کہ استغفر اللہ کہنے کے بعد چلتے چلتے ایک چوٹ اور کر جائیں،

(۷) اس سے بڑھ کر تائید و نصرت اور کیا ہو سکتی ہے کہ آپ نے یہ مضمون بھاڑ دیا آپ کے گروہ مقدس کے بہت سی بزرگ ماشاء اللہ انتہائی شان تقویٰ کیساتھ اکثر اسی طرح کی تائید و نصرت فرماتے رہتے ہیں۔

روشنی میں ان کی دعوت کو جانچ کر یہ بتائیں کہ اس میں اسلاف کیخلاف کیا باتیں ہیں، ہم حیران ہیں کہ امیر جماعت کی اس تحریر کا مطلب کیا ہے، اگر اس سے یہ سمجھیں کہ وہ اب تک اپنے خلاف علماء کی کسی تحریر کا علم نہیں رکھتے تو یہ تو خود ان کی تصریحات کیخلاف ہے اگر مطلب یہ ہو کہ یوں تو بہت کچھ شائع کیا گیا ہے لیکن خاص طور پر ان کی خدمت میں کوئی تحریر براہ راست پیش نہیں کی گئی ہے، تو یہ بھی واقعہ کے خلاف ہے، کیونکہ کم سے کم مولانا مدنی کے مکتوب ہدایت کے متعلق تو خود انہیں بھی اعتراف ہوگا کہ وہ خاص انھیں کیلئے تھا اور براہ راست بھی ان کو بھیجا تھا، دوسرے یہ کہ کسی اہل حق کے نزدیک قبول حق کے سلسلہ میں کوئی فرق نہ ہونا چاہئے کہ حق کے ظاہر کرنے کی نوعیت کیا ہے، جب کبھی اور جس جہت سے بھی اس کو اپنی خطا پر تنبیہ اور حق کا علم ہو، اپنی غلطی کا اعتراف کر کے قبول حق میں پس و پیش نہ کرنا چاہئے، امیر جماعت سے ہمیں یہ توقع نہیں کہ وہ اس سطحی اور معمولی فرق کی وجہ سے اپنی غلطیوں پر مطلع ہونے کے باوجود جمے رہیں گے، اب صرف ایک احتمال باقی رہ جاتا ہے وہ یہ کہ اب تک مخالفت میں علماء کی طرف سے جو کچھ شائع کیا گیا ہے نہ وہ کتاب و سنت کی روشنی میں ہے اور نہ دلائل کیساتھ مدلل ہے، غالباً یہی ان کی مراد ہے، چنانچہ ان کی عبارت یہ ہے :-

"اگر واقعی وہ دلائل سے ہمیں مطمئن کر دیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں تو ہم ایک لمحہ کے
توقف کے بغیر اپنی اصلاح کر لیں گے"

امیر جماعت کی یہ بات بظاہر بڑی منصفانہ اور فیصلہ کن معلوم ہوتی ہے، اور اس سے واضح ہوتا ہے کہ علمائے کرام جنہوں نے ابھی تک اس شرط کو پورا نہیں کیا، ان کی مخالفت محض تعصب، عناد، اور حق دشمنی پر مبنی ہے، آپ دیکھئے ایک طرف تو حال یہ ہے کہ ارباب جماعت اصلاح کیلئے کسقدر اشتیاق رکھتے ہیں، اور اس سلسلہ میں کتنی کوشش فرما رہے ہیں، علماء کی خدمت میں برابر مراسلت کرتے رہتے ہیں، خود علماء کی خدمت میں حاضر ہو کر اصلاح کے طالب بھی بنے ہیں۔ برخلاف اس کے دوسری طرف علماء کا، حال یہ ہے کہ انھوں نے آج تک کتاب و سنت کی روشنی میں ایک غلطی بھی ظاہر نہیں کی اور خواہ مخواہ مخالفت کئے جا رہے ہیں، یا للعجب، جو لوگ جماعت اسلامی کے لٹریچر کی حقیقت سے

ناواقف نہیں ہیں اور اختلاف کی نوعیت سے بے خبر ہیں، وہ ان الفاظ کو پڑھ کر یہی سمجھیں گے کہ اس سلسلہ میں سارا قصور علماء کا ہے، لیکن جو لوگ تحریک جماعت اسلامی کی روح کو سمجھ گئے ہیں اور ارباب جماعت کے مزاج خاص سے واقف ہیں۔ وہ جانتے ہیں کہ ان کی اس پیش کش کی حیثیت ایک دھوکہ سے زیادہ نہیں ہے، بھلا غور تو کیجئے ان کی شرط پوری کر دینا کس کے بس کی بات ہے، وہ فرماتے ہیں "اگر واقعی وہ دلائل سے ہمیں مطمئن کر دیں گے کہ ہم غلطی پر ہیں الخ"

واقعی دلائل اور پھر ان کو مطمئن بھی کر دینا، کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے؟ بیچارے آج کل کے یہ بدنیت اور بددیانت قسم کے علماء اپنی قلت فہم، قلت تدبر اور نا اہلی کے باعث اور پھر کذب و مین کو شعار بنا لینے اور نفس کی بندگی کے ساتھ آخرت کے خوف سے عاری ہونے کی وجہ سے اس قابل ہی کہاں ہیں کہ ارباب جماعت کے سامنے کوئی ایسی بات کہیں جس کا کوئی وزن ان کے نزدیک ہو سکے۔

ہمارے ہی زمانے میں خاص طور پر پنجاب میں قادیانی جماعت سے مناظرہ کی مجلسیں بڑے بڑے ٹھاٹ کے ساتھ آراستہ ہوئیں، قادیانیوں کا کہنا تھا کہ ختم نبوت اگر کتاب و سنت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ ثابت کر کے ہمیں مطمئن کر دیا گیا تو ہم مان لیں گے، اور یہ پیشکش ان کی طرف سے اب تک موجود ہے کیا کوئی بتا سکتا ہے کہ آج تک کسی عالم دین نے اتنی زحمت کی کہ کوئی ایک ہی دلیل ایسی پیش کر دیتے کہ قادیانیوں کو مطمئن کر سکتی، یہ الگ بات ہے کہ بڑی لمبی لمبی تقریریں بھی ہوئیں اور طویل و بسیط بحثیں بھی، رسائل کا بھی ایک انبار لگ گیا، لیکن قادیانیوں کے اطمینان کیلئے اس میں سے کوئی چیز مفید نہ بن سکی، جب قادیانیوں کے مقابلہ میں مدعیان علم تہی دامن ثابت ہو چکے تو جماعت اسلامی کے اہل قلم خصوصاً سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی تحقیقات علمیہ کی روشنی کے سامنے جس نے سلف و خلف کے تمام ٹمٹماتے چراغوں کو ماند کر دیا ہے، کون ہے جو اپنا چراغ ہدایت لیکر آگے بڑھ سکتا ہے، یہ کیا الجھا ہے کہ جماعت اسلامی مودودی صاحب کی قیادت میں پہلے تو جمہور سلف و خلف اہل حق کے مسلمات سے انکار کر کے مخالف راہ اختیار کر لیتی ہے، علماء کرام کی طرف سے اس پر تنبیہ ہوتا ہے، تو پاکستان سے لیکر ہندوستان تک کی جماعت اسلامی یک زبان ہو کر ان علماء

کی پگڑی اچھالنے لگتی ہے۔ اور ان بے چاروں کو منہ لگانے کے قابل بھی نہیں سمجھا جاتا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں واقعی دلائل لیکر آیئے تو ہم اصلاح کیلئے تیار ہیں، اگر واقعی مودودی صاحب اور ان کے ساتھی تحقیق کا جذبہ صادق رکھتے اور اس کے ساتھ وہ یہ بھی یقین رکھتے کہ ہندوستان میں کچھ علماء ایسے بھی ہیں کہ جو کتاب و سنت کا فہم رکھتے ہیں اور ان کی رائے مودودی صاحب کے نزدیک لائق اعتماد اور قابل پذیرائی بھی ہے تو ان کو لازم تھا کہ خلاف راہ اختیار کرنے سے پہلے ان علماء سے تبادل خیال کر کے راہ حق معلوم کرتے اور فتنۂ اختلاف کو برانگیختہ کر کے تفریق بین المسلمین کا باعث نہ بنتے، لیکن انھوں نے ایسا نہیں کیا کیوں نہیں کیا، اس کا جواب ان کے لٹریچر کے صفحات میں موجود ہے، وہ یہ کہ ان کے نزدیک موجودہ دور کے علماء کی تو حیثیت ہی کیا ہے، "اسوقت کے حالات میں شاہراہ عمل تعمیر کرنے کیلئے ایسی مستقل قوت اجتہادیہ درکار ہے جو مجتہدین سلف میں سے کسی ایک کے علوم اور منہاج کی پابند نہ ہو۔ محض وہ اجتہادی بصیرت جو شاہ ولی اللہ صاحب یا ان سے پہلے کے مجتہدین و مجددین کے کارناموں میں پائی جاتی ہے اسوقت کے کام سے عہدہ برآ ہونے کیلئے کافی نہیں ہے"

دیکھو کتاب تجدید احیاء دین صفحہ ۷۹، ظاہر ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب سے پہلے مجتہدین اور مجددین میں تمام ائمہ دین آ گئے، جن میں حضرت امام ابو حنیفہ، امام شافعی، امام مالک امام احمد بن حنبل وغیرہ رحمہم اللہ شامل ہیں، اگر ان ائمہ کرام میں سے سب یا بعض اس دور میں ایسی ہی ناقص بصیرت کے اعتبار سے وہ بھی لائق اعتماد نہیں ہوتے، چہ جائیکہ ان کے مقلدین جو کسی درجہ میں بھی قوت اجتہادیہ کے مالک نہیں، ایسے علم و بصیرت سے بے مایہ علماء اس قابل ہی کب کہ سید ابوالاعلیٰ صاحب ایسی قوت اجتہادیہ اور بصیرت تامہ کے مالک جو اس زمانہ کے مسائل سے عہدہ برآ ہونے کیلئے کافی ہے، اُن کی طرف تحقیق حق کیلئے رجوع کرتے۔ رہی یہ بات کہ مودودی صاحب اور ان کی جماعت کی طرف سے اب جو کہا جا رہا ہے کہ "کتاب و سنت کی روشنی میں دلائل پیش کرو تو ہم مان لیں گے" تو ان کے مصرحہ بالا دعادی کے پیش نظر اس کا مطلب یہی ہو سکتا

کہ علماء کو ان کی بے مائیگی کا احساس دلادیا جائے ، اور عوام پر یہ واضح کردیا جائے کہ اب تک جماعت اسلامی کے خلاف جو کچھ کہا گیا ہے اس کو کتاب وسنت سے کوئی دور کی بھی نسبت نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ آئندہ بھی علماء کی طرف سے جماعت اسلامی کے خلاف جو کچھ کہا جائے گا ، ارباب جماعت اس سے مطمئن نہیں ہوں گے ، لہذا پہلے ہی سے اس کے متعلق بھی پیش بندی کردی گئی ہے ، اس سلسلہ میں ماہنامہ زندگی میں رام پور کے مشہور عالم دین کا ذکر خاص طور پر کیا گیا ہے ، ان کی عبارت صاف بتا رہی ہے کہ اس سے مراد مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب مدرس اول مدرسہ عالیہ رام پور ہیں ، مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب سے مولانا ابو اللیث صاحب کی ایک ملاقات میں حاضری کا موقع ہم کو بھی ملا تھا ، اور غالباً یہی ملاقات ہے جس کے متعلق تحریر فرمایا گیا ہے :-

"جسکے نتیجہ میں بالآخر یہ طے پایا کہ مولانا موصوف جماعت کے لٹریچر کے ضروری حصہ کا بالاستیعاب مطالعہ فرمائیں اور اس کے بعد اپنی رائے کا اظہار فرمائیں " الخ

اس ملاقات میں گفتگو کافی دیر تک رہی ، مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب نے جماعت اسلامی سے اپنے اختلاف کے با وجوہ مفصل بیان فرمائے ، اس پر مولانا ابو اللیث صاحب نے فرمایا کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ، اگر مزید لٹریچر جو میں بھیجوں گا آپ دیکھیں گے تو غلط فہمی دور ہو جائے گی ،

مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب نے جواب دیا کہ مجھے قطعاً غلط فہمی نہیں ہے ، جماعت اسلامی کا لٹریچر اردو زبان میں ہے وہ زبان میں اچھی طرح سمجھتا ہوں ، اور لٹریچر کی عبارت صحیح ہے ، لہذا میں نے جو کچھ سمجھا ہے اس پر مجھے یقین ہے ۔ کیونکہ میں نے جو رائے قائم کی ہے بڑے تامل اور دوسرے علماء سے مشورہ کرنے کے بعد قائم کی ہے ، اگر مجھے غلط فہمی ہے تو دوسرے علماء کو بھی غلط فہمی ہے حالانکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے ۔

لیکن ابو اللیث بار بار یہی فرماتے رہے کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے ، بالآخر مولانا وجیہ الدین

احمد خاں صاحب نے فرمایا کہ مجھے غلط فہمی تو نہیں ہے لیکن میں آپ کے اصرار پر مزید مطالعہ کرنے کیلئے تیار ہوں ۔ مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب نے باوجود اپنی عدیم الفرصتی کے حسب وعدہ تجدید احیاء دین ، اور رو ئداد دیکھی اور ابو اللیث صاحب سے زبانی فرمایا کہ میں کتابیں دیکھ لی ہیں اور میری رائے جو تھی اس میں اور پختگی ہو گئی ہے ، اس لئے اب میں تبادل خیال کی ضرورت نہیں سمجھتا ، کیونکہ تبادل خیال کا کوئی مفید نتیجہ نکلنے کی امید معلوم نہیں ہوتی ۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس سلسلہ میں مزید گفتگو ہمارے آپ کے باہمی موجودہ تعلقات بھی کہیں خراب نہ کردے ، یہ گفتگو ماہنامہ زندگی کی اشاعت سے پہلے ہوئی اور اس خط کے بعد ہے جو ماہنامہ زندگی میں شائع کیا گیا ہے اور جس میں مولانا وجیہ الدین صاحب نے تحریر فرمایا تھا کہ " تجدید واحیاء دین دونوں دیکھیں مگر ابھی بالاستیعاب نہیں دیکھ سکا " پھر نہ معلوم دیانت وتقوے کی یہ کون سی قسم ہے کہ مولانا وجیہ الدین خاں صاحب کی تحریر تو شائع کی گئی اور زبانی بالمشافہ جواب کا مطلقاً ذکر نہ کیا جائے ، تاکہ مولانا وجیہ الدین خاں صاحب کی پہلو تہی اور اپنا اصرار ظاہر ہوتا رہے ۔ اس کے بعد مولانا وجیہ الدین صاحب کی تحریری رائے استفتائے ضروری میں درج ہو کر شائع ہوئی اور اس تعارفی نوٹ کے ساتھ شائع ہوئی ۔

" آخر میں رام پور کے مشہور واعظ اور عالم مولانا وجیہ الدین احمد خاں کی قیمتی رائے و مشورہ ہے جس کا اہل رام پور کو مدت سے انتظار تھا "

لیکن ہمیں یہ دیکھ کر سخت حیرت اور تعجب ہے کہ ماہنامہ زندگی میں مولانا وجیہ الدین صاحب کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کئی ماہ گذرنے کے باوجود ابھی انھوں نے حسب وعدہ اپنی تحریری رائے کا اظہار نہیں فرمایا ۔ حالانکہ ماہنامہ زندگی ماہ جون استفتائے ضروری کے بعد شائع ہوا ، جیسا کہ خود ماہنامہ زندگی سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ اس میں استفتائے ضروری پر تبصرہ اور مولانا وجیہ الدین صاحب کی تحریری رائے پر تنقید موجود ہے ، جب صورت حال یہ ہے کہ مولانا نے مفصل رائے قلم بند کر کے استفتائے ضروری میں شائع کردی تو پھر نہیں معلوم

کہ علماء کو ان کی بے مائیگی کا احساس دلا دیا جائے، اور عوام پر یہ واضح کر دیا جائے کہ اب تک جماعت
اسلامی کے خلاف جو کچھ کہا گیا ہے اس کو کتاب و سنت سے کوئی دور کی بھی نسبت نہیں ہے
اور ظاہر ہے کہ آئندہ بھی علماء کی طرف سے جماعت اسلامی کے خلاف جو کچھ کہا جائے گا، ارباب
جماعت اس سے مطمئن نہیں ہوں گے، لہذا پہلے ہی سے اس کے متعلق بھی پیش بندی کر دی گئی
ہے۔ اس سلسلہ میں ماہنامہ زندگی میں رام پور کے مشہور عالم دین کا ذکر خاص طور پر کیا
گیا ہے، ان کی عبارت صاف بتا رہی ہے کہ اس سے مراد مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب
مدرس اول مدرسہ عالیہ رام پور ہیں، مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب سے مولانا ابو اللیث
صاحب کی ایک ملاقات میں حاضری کا موقع ہم کو بھی ملا تھا، اور غالباً یہی ملاقات ہے جس کے
متعلق تحریر فرمایا گیا ہے:۔

"جسکے نتیجہ میں بالآخر یہ طے پایا کہ مولانا موصوف جماعت کے لٹریچر کے
ضروری حصہ کا بالاستیعاب مطالعہ فرمائیں اور اس کے بعد اپنی رائے
کا اظہار فرمائیں" الخ

اس ملاقات میں گفتگو کافی دیر تک رہی، مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب نے جماعت اسلامی
سے اپنے اختلاف کے با وجوہ مفصل بیان فرمائے، اس پر مولانا ابو اللیث صاحب نے فرمایا کہ آپ
کو غلط فہمی ہوئی ہے، اگر مزید لٹریچر جو میں بھیجوں گا آپ دیکھیں گے تو غلط فہمی دور ہو جائے گی،
مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب نے جواب دیا کہ مجھے قطعاً غلط فہمی نہیں ہے، جماعت
اسلامی کا لٹریچر اردو زبان میں ہے وہ زبان میں اچھی طرح سمجھتا ہوں، اور لٹریچر کی عبارت
واضح ہے، لہذا میں نے جو کچھ سمجھا ہے اس پر مجھے یقین ہے۔ کیونکہ میں نے جو رائے قائم کی ہے
وہ تامل اور دوسرے علماء سے مشورہ کرنے کے بعد قائم کی ہے، اگر مجھے غلط فہمی ہے تو دوسرے
علماء کو بھی غلط فہمی ہے حالانکہ حقیقتاً ایسا نہیں ہے۔

لیکن ابو اللیث بار بار یہی فرماتے رہے کہ آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے، بالآخر مولانا وجیہ الدین

احمد خاں صاحب نے فرمایا کہ مجھے غلط فہمی تو نہیں ہے لیکن میں آپ کے اصرار پر مزید مطالعہ
کرنے کیلئے تیار ہوں۔ مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب نے باوجود اپنی عدیم الفرصتی
کے حسب وعدہ تجدید احیاء دین، اور رودادیں بھی اور ابو اللیث صاحب سے زبانی فرمایا کہ میں
کتابیں دیکھ لی ہیں اور میری رائے جو تھی اس میں اور پختگی ہو گئی ہے، اس لئے اب میں
تبادل خیال کی ضرورت نہیں سمجھتا، کیونکہ تبادل خیال کا کوئی مفید نتیجہ نکلنے کی امید معلوم
نہیں ہوتی۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس سلسلہ میں مزید گفتگو ہمارے آپ کے باہمی موجودہ تعلقات
بھی کہیں خراب نہ کر دے، یہ گفتگو ماہنامہ زندگی کی اشاعت سے پہلے اور اس خط کے بعد
ہے جو ماہنامہ زندگی میں شائع کیا گیا ہے اور جس میں مولانا وجیہ الدین صاحب نے تحریر فرمایا
تھا کہ "تجدید و احیاء دین دونوں دیکھیں مگر ابھی بالاستیعاب نہیں دیکھ سکا" پھر معلوم
دیانت و تقویٰ کی یہ کون سی قسم ہے کہ مولانا وجیہ الدین خاں صاحب کی تحریر تو شائع کی جائے
اور زبانی بالمشافہ جواب کا مطلقاً ذکر نہ کیا جائے، تاکہ مولانا وجیہ الدین خاں صاحب کی پہلو تہی
اور اپنا اصرار ظاہر ہوتا رہے۔ اس کے بعد مولانا وجیہ الدین صاحب کی تحریری رائے استفتائے
ضروری میں درج ہو کر شائع ہوئی اور اس تعارفی نوٹ کے ساتھ شائع ہوئی۔

"آخر میں رام پور کے مشہور واعظ و عالم مولانا وجیہ الدین احمد خاں کی قیمتی رائے
مشورہ ہے جس کا اہل رام پور کو مدت سے انتظار تھا"

لیکن ہمیں یہ دیکھ کر سخت حیرت اور تعجب ہے کہ ماہنامہ زندگی میں مولانا وجیہ الدین
صاحب کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کئی ماہ گذرنے کے باوجود ابھی انھوں نے حسب وعدہ
اپنی تحریری رائے کا اظہار نہیں فرمایا۔ حالانکہ ماہنامہ زندگی ماہ جون استفتائے ضروری
کے بعد شائع ہوا، جیسا کہ خود ماہنامہ زندگی سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ اس میں استفتائے
پر تبصرہ اور مولانا وجیہ الدین صاحب کی تحریری رائے پر تنقید موجود ہے، اب صورت حال
یہ ہے کہ مولانا نے مفصل رائے قلم بند کر کے استفتائے ضروری میں شائع کر دی تو پھر نہیں معلوم

اظہار صداقت کی یہ کون سی قسم ہے، کہ مولانا وجیہ الدین صاحب کے متعلق یہ لکھنا ضروری سمجھا گیا کہ انھوں نے حسب وعدہ تحریری رائے کا اظہار نہیں فرمایا ۔

خیر اس کو جانے دیجئے وہ عامل کتاب وسنت ہیں، بہرحال اس کی کوئی نہ کوئی توجیہ ان کے نزدیک ہوگی، سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ ایک طرف تو وہ ہر عالم کے بیان اور فتوے کی تردید وتکذیب فرماتے چلے جاتے ہیں اور دوسری طرف تبادلِ خیال کے متمنی بھی نظر آتے ہیں، اس تضاد کو دیکھ کر کیا یہ خیال درست نہیں ہے کہ تبادلِ خیال سے ان کا صرف اتنا مقصد ہے کہ علماء کی غلط فہمی دور کریں، رہیں اپنی غلطیاں معلوم کرنا تو یہ جب ہو کہ وہ اپنے کو غلط رو سمجھنے کیلئے تیار ہوں، لہذا نہ ان کو اس کی ضرورت ہے اور نہ انکے نزدیک علماء کے بس کی بات ہے ۔

حضرت عثمان کی تحقیر پر امیر ہند کی بیجا حمایت

مودودی صاحب پر عموماً ایک یہ بھی اعتراض ہے کہ انھوں نے بزرگانِ دین پر سخت نکتہ چینی کی ہے، اسلاف کرام میں ایسی ہستیوں کو بھی انہوں نے نہیں چھوڑا ہے جن کا عدل اور تقویٰ امت کے نزدیک مسلم امر ہے حتیٰ کہ صحابہ کرام پر بھی حملے کئے ہیں، اس بارے میں مولانا مدنی نے اپنے مکتوب ہدایت میں مولانا ابو اللیث کو لکھا تھا :۔

"وہ (جماعت اسلامی) صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو سقیم یا صحیح غیر حقیقی المراد روایات کی بناء پر مثل روافض غیر قابلِ وثوق اور ہدفِ ملامت بناتی ہے، حالانکہ انھیں کے اعتماد اور ثقاہت پر پیچھے آنیوالوں کیلئے اسلام کا مدار ہے" الخ

مولانا ابو اللیث نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا ہے :۔

"صحابہ رضوان اللہ علیہم کو غیر قابل وثوق یا ہدف ملامت بنانے کا کبھی کوئی ثبوت پیش نہیں کیا گیا اور نہ پیش کیا جا سکتا ہے" زندگی صفحہ ۹۸،

مولانا مدنی کے مکتوب ہدایت کی اشاعت سے پہلے رامپور سے استفتائے ضروری کے نام سے ایک جامع فتویٰ شائع کیا جا چکا تھا، اس میں تجدید و احیاء دین کے حوالہ سے ثابت کیا گیا ہے

کہ مودودی صاحب نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر ایسی تنقید کی ہے جس سے توہین پیدا ہوتی ہے، "استفتائے ضروری" چونکہ عام طور پر مسلمانوں کے مطالعہ میں آچکا تھا، اس لئے مجبوراً امیر جماعت کو استفتائے ضروری کا ذکر کرنا پڑا، کیونکہ یہ وہ سمجھتے تھے کہ اگر ایسا نہیں کیا گیا تو ان کے مذکورہ بالا بیان کو کون باور کر سکتا ہے، چنانچہ انھوں نے لکھا ہے :۔

"اسی طرح رامپور سے جو ضروری استفتاء شائع ہوا ہے وہ بھی مولانا مدنی کے اس سوءِ ظن کا منشاء بن سکتا ہے، کیونکہ اس میں تجدید و احیاء دین کی ایک عبارت توڑ موڑ کر اپنے الفاظ میں پیش کی گئی ہے اور پھر زبردستی اس سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کا پہلو نکالا گیا ہے"

امیر جماعت ہند نے مودودی صاحب کی تحریر پر ہر اعتراض کا جواب دینا اپنے ذمہ ضروری سمجھ لیا ہے، حالانکہ وہ مودودی صاحب سے بے تعلقی کا بھی اظہار فرماتے جاتے ہیں، حتیٰ کہ انہوں نے کہا ہے :۔

"ہم پر سب سے بڑا اعتراض مولانا مودودی صاحب کی کتابوں کے سلسلہ میں کیا جاتا ہے، حالانکہ اس کی بارہا وضاحت کی جا چکی ہے کہ مولانا مودودی صاحب ہمارے امام نہیں ہیں کہ ان کی ہر بات ہمارے لئے قابل تقلید ہو جائے، ایک زمانہ تک وہ ہمارے امیر ضرور رہے تھے اور اب تو وہ امیر بھی نہیں ہیں" زندگی صفحہ ۸۲،

کیا اچھا ہوتا کہ اس قول کے مطابق ان کا عمل بھی ہوتا، اور وہ مودودی صاحب کے لٹریچر پر کئے ہوئے اعتراضات کے جوابات کی ذمہ داری خواہ مخواہ اپنے سر نہ لیتے، اس طرح وہ خود بھی پریشان نہ ہوتے اور دوسروں کیلئے بھی پریشانی کا باعث نہ بنتے، لیکن تعجب ہے کہ ایک طرف وہ مودودی صاحب سے تبری کر رہے ہیں اور ان کو خطا و نسیان سے مرکب انسان بتلاتے ہیں، اور دوسری طرف ان کی قابل اعتراض باتوں کی تاویلات بعیدہ کر کے اعتراضات

اٹھانے کی بے جا سعی میں بھی مشغول اور منہمک نظر آتے ہیں، اگر فی الحقیقت یہ سچی بات ہے کہ وہ مودودی صاحب کو نہ امام مانتے ہیں اور نہ ان کے مقلد ہیں تو ان کو اپنا طرز عمل بدل کر کم سے کم اس درجہ ہی میں اعتراف کر لینا چاہئے تھا کہ گو مودودی صاحب اور ان کے متبعین صحابہ کرام کی توہین کے تو قائل نہیں، لیکن ان عبارتوں سے ایسا ایہام ضرور ہوتا ہے جو عام طور پر امت مسلمہ کو انھیں کے بقول "غلط فہمی میں ڈال کر" گمراہی کا باعث بن سکتا ہے،

ایک تبلیغی لٹریچر کی شان ایسی نہ ہونا چاہئے، لیکن ہم سمجھتے ہیں کہ وہ یہ سیدھا راستہ پسند کرنے کو تیار نہیں، غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ زبانی انکار کے ساتھ جہاں تک دلی، عقیدت کا تعلق ہے، مودودی صاحب اُن کے امام ہی ہیں، یہ بات اُن کے جوابات کے طرز سے معلوم ہوتی ہے، اور اس کے علاوہ وہ صاف طور پر بھی تصریح کرتے ہیں کہ مقصد اور عقیدہ میں دونوں جگہ کے ارکان کا ایک ہی حال ہے، زندگی صفہ ۱۱۸،

پس جب یہ بات ہے تو امیر ہند مجبور ہیں کہ وہ اس اعتراض کا جواب دیں، جسکا تعلق مودودی صاحب سے ہے کیونکہ اشتراک مقصد اور عقیدہ کی وجہ سے اس اعتراض کو وہ اپنے ہی اوپر سمجھتے ہیں، اور نہ صرف اپنے اوپر بلکہ پوری جماعت ہند پر بھی، کیوں کہ جماعت ہند کا روح رواں مودودی لٹریچر ہی ہے، اس کو رد کر دیا جائے تو پھر ان کے پاس کچھ بھی نہیں رہتا،

بہر حال کچھ ہی ہی، وہ استفتائے مزدوری پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "تجدید احیاء دین کی عبارت کو توڑ مروڑ کر اپنے الفاظ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توہین کا پہلو نکالا گیا ہے، اس موقع پر ہم ناظرین سے درخواست کریں گے کہ وہ کتاب، تجدید احیاء دین کا مطالعہ فرما کر خود انصاف کریں، کہ مودودی صاحب کی عبارت سے واقعتاً توہین کا پہلو نکلتا ہے یا نہیں، بہتر ہوگا کہ کتاب مذکور شروع ہی سے مطالعہ کریں، یعنی پہلے جاہلیت کی وہ تشریح ملاحظہ کریں جو مودودی صاحب کے الفاظ میں ہے، پھر نبی کے کام کی

نوعیت کو بغور پڑھیں، اس کے بعد "خلافت راشدہ" اور "جاہلیت کا حملہ" کے زیر عنوان جو مضمون ہے اس کو خاص طور پر مطالعہ کریں۔

اس کے ساتھ استفتائے مزدوری کو بھی سامنے رکھ لیں، پھر معلوم ہو جائے گا کہ امیر جماعت ہند کا قول صحیح ہے، یا استفتائے مزدوری کی بات، ہم یہاں تجدید و احیاء دین کی، وہ پوری عبارت نقل نہیں کر سکتے جو ۲۲، ۲۳ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے، البتہ زیر بحث مضمون کو واضح کرنے کے لئے کچھ اوپر سے عبارت نقل کرتے ہیں۔ تاکہ مطلب سمجھنے میں خفا باقی نہ رہے:۔

"فی الجملہ تمام انبیاء کے کام پر مجموعی حیثیت سے جب ہم نظر ڈالتے ہیں تو اس کام کی نوعیت یہ پائی جاتی ہے۔

۱۔ عام انسانوں کے اندر فکری و ذہنی انقلاب برپا کرنا، خالص اسلامی نقطۂ نظر و طرز فکر اور رویہ اخلاقی کو ان کے اندر اس حد تک پیوست کر دینا کہ ان کے سوچنے کا طریقہ، زندگی کا مقصد، قدر و قیمت کا معیار، اور عمل کا ڈھنگ بالکل اسلام کے سانچے میں ڈھل جائے،

۲۔ جو لوگ اس تعلیم و تربیت کا اثر قبول کریں ان کا ایک مضبوط، جتھا بنا کر جاہلیت کے ہاتھوں سے اقتدار چھیننے کی جد و جہد کرنا اور اس جد و جہد میں تمام ان اسباب سے کام لینا جو وقت کے تمدن میں موجود ہوں۔

۳۔ اسلامی نظام حکومت قائم کر کے تمدن کے تمام شعبوں کو، خالص اسلام کی اساس پر مرتب کر دینا اور ایسی تدابیر اختیار کرنا کہ ایک طرف اسلامی انقلاب کا دائرہ روئے زمین پر وسیع ہوتا جائے اور دوسری طرف تبلیغ و تناسل کے ذریعہ سے جماعت اسلامی میں جتنی

نئی بھرتی ہو اس کی ذہنی و اخلاقی تربیت پورے اسلامی طرز پر ہوتی رہے ۔

خلافت راشدہ ۔ خاتم النبیین سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سارا کام ۲۳ سال کی مدت میں تکمیل کو پہونچا دیا ، آپ کے بعد ابو بکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما دو ایسے لیڈر اسلام کو میسر آئے جنہوں نے اسی جامعیت کیساتھ آپ کے کام کو جاری رکھا ۔ پھر زمام قیادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرف منتقل ہوئی اور ابتداءً چند سال تک وہ پورا نقشہ بدستور جما رہا جو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قائم کیا تھا ،

جاہلیت کا حملہ ۔ مگر ایک طرف حکومت اسلامی کی تیز رفتار وسعت کیوجہ سے کام روز بروز زیادہ سخت ہوتا جا رہا تھا اور دوسری طرف حضرت عثمان جن پر اس کار عظیم کا بار رکھا گیا تھا ان <u>خصوصیات</u> کے حامل نہ تھے جو ان کے جلیل القدر پیش روؤں کو عطا ہوئی تھیں اس لیے <u>جاہلیت</u> کو اسلامی <u>نظام اجتماعی</u> کے اندر گھس آنے کا راستہ مل گیا ۔

حضرت عثمان نے اپنا سر دیکر اس خطرے کا راستہ روکنے کی کوشش کی مگر وہ نہ رکا ، اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور انہوں نے اسلام کے سیاسی اقتدار کو جاہلیت کے تسلط سے بچانے کی انتہائی کوشش کی مگر ان کی جان کی قربانی بھی اس انقلاب معکوس کو نہ روک سکی ، آخر کار خلافت علی منہاج النبوۃ کا دور ختم ہو گیا ، ملک عضوض نے اس کی جگہ لے لی اور اس طرح

حکومت کی اساس اسلام کی بجائے پھر جاہلیت پر قائم ہو گئی ۔"

(تجدید و احیاء دین صفحہ ۲۲ و ۲۳)

مودودی صاحب نے اس عبارت میں پہلے نبیوں کے کام کی نوعیت بتائی ہے پھر خلافت راشدہ کے مفہوم پر روشنی ڈال کر بتایا ہے ، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اسلام کو صرف دو کامل لیڈر میسر آئے ، یعنی حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما ، اس کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت کی طرف روئے سخن پھیر دیا ہے ، اور ان کا طرز بیان بتا رہا ہے کہ وہ ان کو کامل خلیفہ (لیڈر) ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں ،

چنانچہ "جاہلیت کا حملہ" کے زیر عنوان انھوں نے جو کچھ لکھا ہے اس سے یہی، معلوم ہوتا ہے ، کہ اس وقت کی وسیع حکومت اسلامی کا بار جس کا کام سخت سے سخت ہوتا جا رہا تھا ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طاقت سے زیادہ تھا ، کیوں کہ ، ان میں وہ خصوصیات نہیں تھیں جن کی اس کار عظیم کا بار اٹھانے کے لئے ضرورت تھی اسی لئے (یعنی ان کی نااہلیت کے باعث) جاہلیت کو اسلامی نظام اجتماعی (یعنی خلافت راشدہ) کے اندر گھس آنے کا راستہ مل گیا ۔

ہمیں یہاں اس سے کچھ بحث نہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان ، خصوصیات کے حامل تھے یا نہیں جو ان کے جلیل القدر پیش روؤں کو عطا ہوئی تھیں ہم یہ سمجھنا چاہتے ہیں کہ بار خلافت اٹھانے کے لئے جن خصوصیات کی ضرورت تھی ان کے بھی وہ حامل تھے یا نہیں ۔

مودودی صاحب نے جس مطلب کے لئے یہ عبارت تحریر فرمائی ہے اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ خلافت کے کار عظیم کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کیلئے فی نفسہ جن خصوصیات کی ضرورت تھی وہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

میں نہیں تھیں، رہا پیش روؤں کی خصوصیات کا ذکر تو اس کو ہم زیادہ سے زیادہ مودودی صاحب کا کمال فن تو کہہ سکتے ہیں، نفس مسئلہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں، سمجھتے۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ کوئی بھی دوسرے کی خصوصیات کا حامل نہیں ہوتا ہے، کیا حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کی خصوصیات رکھتے تھے؟ ایسا نہیں تھا لیکن پھر بھی خلافت کی خصوصیات ان کے اندر موجود تھیں، اہل سنت کا اجماعی مسئلہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالی عنہ شیخین کی خصوصیات تو نہیں رکھتے تھے لیکن خصوصیات خلافت کے حامل ضرور تھے، اور شیخین کے بعد افضل ترین صحابی بھی اور ان کا پورا دور خلافت خلافت راشدہ ہی تھا۔ ان کے زمانہ خلافت میں مفاسد اور فتن ضرور پیدا ہوئے مگر اس کا سبب خلیفہ ثالث کی کمزوری اور نقص نہیں تھا بلکہ اس وقت کے ماحول کی یہ خرابی تھی ہمیں اس سے انکار نہیں کہ خلفاء راشدین اپنی ترتیب خلافت کے لحاظ سے فضیلت رکھتے ہیں، اور اس حقیقت کا بھی اقرار ہے کہ دور خلافت راشدہ میں فتنے پیدا ہوئے، امیر جماعت نے اپنے جواب میں ان باتوں کو لکھکر خواہ مخواہ خلط مبحث کیا ہے، جنکو بحث سے کوئی تعلق نہیں۔ ہمارا اختلاف مودودی صاحب سے صرف اس بات میں ہے کہ ان کی عبارت سے فتنہ کا سبب خلیفہ کی کمزوری اور نااہلیت خلافت ثابت ہوتی ہے اور یہ بات اہلسنت کے عقیدہ کے خلاف ہے، اس اختلاف کی حقیقت کو مولانا وجیہ الدین احمد خاں صاحب نے وضاحت کے ساتھ اپنے اس بیان میں واضح فرما دیا تھا جو استفتائے ضروری میں شائع ہو چکا ہے، مولانا کی عبارت یہ ہے:۔

چوتھے حضرت عثمانؓ کی مدح سرائی کرتے ہوئے پردہ پردہ میں ایسی کمزوری بیان کی ہے جو کھلا ہوا خروج تو نہیں لیکن خروج کی طرف میلان ضرور ہے، اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ خلفاء اربعہ علی قدر مراتب سب کے سب مقبولان بارگاہ تھے اور ان میں کوئی ایسی ذاتی کمزوری نہ تھی جس سے اسلام میں رخنہ اندازی ہوئی، ہاں ان،

حضرات کرامؓ کو ماحول اور فضا کی کمزوریوں سے دوچار ہونا پڑا، اور اس کی وجہ سے کم وبیش دقتیں سب کو پیش آئیں، خلیفہ سوم وچہارم کے زمانہ میں یہ خلفشار بڑھ گئی اور فتن ومفاسد کی ایسی کثرت ہوئی جس سے اسلام کا شیرازہ بکھر گیا ماحول اور فضا کی کمزوری اگر ہر جگہ امیر اور امام کی ذمہ داری قرار پائے تو انبیاء سابقین علیہم الصلوۃ والسلام سخت مورد الزام ہوں گے جن کے زمانے میں، اس قدر حق پرست بھی میسر نہ آئے جو عثمان وعلی کو مل گئے تھے، الغرض یہ تنقید بھی خارجیانہ ہے۔

ابواللیث صاحب امیر جماعت ہند نے اپنے جواب میں مولانا وجیہ الدین خان صاحب کی مذکورہ عبارت کو بھی نقل کیا ہے اور عبارت کا آخری ضروری حصہ جس سے مولانا کا مطلب پورے طور پر واضح ہوتا ہے (بایں وآن دعوے دیانت داری) حذف کر کے یہ بتانا چاہا ہے کہ جو کچھ مودودی صاحب نے شائستہ الفاظ میں کہا ہے، وہی مولانا وجیہ الدین خاں صاحب بھونڈے الفاظ میں کہہ رہے ہیں امیر جماعت کی تحریر ملاحظہ ہو:۔

لیکن یہ کتنی حیرت انگیز بات ہے کہ (مودودی صاحب کی) مذکورہ بالا عبارت میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں، قریب قریب وہی باتیں .... رام پور کے ایک عالم دین نے خود اپنے جواب استفتاء میں تحریر فرمائی ہیں، لیکن اس کے باوجود ان کی عبارت سے کوئی توہین لازم نہیں آتی، مگر وہی باتیں کچھ اس سے زیادہ شائستہ الفاظ میں مولانا مودودی صاحب نے لکھ دی ہیں تو انہیں صاحب نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ زندگی صہ ۹۹،

ہمیں حیرت ہے کہ ابواللیث صاحب نے یہ کیسے لکھدیا کہ دونوں عبارتوں کا مطلب ایک ہی ہے دونوں عبارتیں ناظرین کرام کے سامنے ہیں، ان کو پھر پڑھیں اور ابواللیث صاحب کی سخن فہمی کی داد دیں، نہیں معلوم امیر جماعت کو خود مغالطہ ہوا یا وہ بالقصد دوسروں کو مغالطہ میں ڈالکر

مودودی صاحب کی عقیدت کو برقرار رکھنے کی کوشش فرما رہے ہیں، معلوم نہیں ایسی فرط عقیدت ان کے نزدیک اکابر پرستی میں داخل ہے یا نہیں ؟ ۔

جیسا کہ ہم نے اوپر کہا ہے کہ مودودی صاحب کے لٹریچر پر دوسرے اعتراضوں کیساتھ توہین اکابر کا الزام بھی ہے اور اس الزام دینے میں ہر وہ صاحب علم وفہم شامل ہیں جنہوں نے مودودی صاحب کا لٹریچر پڑھا ہے اور ابھی مودودی صاحب سے فرط عقیدت کے اس مقام پر نہیں پہونچے ہیں کہ جہاں پہونچکر ان کی غلطی کو بھی صواب سمجھا جاتا ہے، جیسا کہ ارکان جماعت اسلامی کا حال ہے، چنانچہ اب تک مودودی تحریک کے خلاف جتنے فتاوی اور رسائل شائع ہوچکے ہیں ان سب میں ثابت کیا گیا ہے کہ مودودی لٹریچر اسلاف کرام سے بداعتقادی کا باعث ہے ۔ خواہ وہ اکابر فقہا میں سے ہوں یا محدثین اور صوفیاء کرام میں سے ۔ اس سلسلہ میں جماعت اسلامی کی طرف سے جواب یا تو یہ ہوتا ہے کہ ثبوت دیجئے، ثبوت پیش کر دیا گیا تو ارشاد ہوتا ہے کہ پورا لٹریچر دیکھئے، پھر فرمایا جاتا ہے، کہ عبارت کو سیاق وسباق کے ساتھ ملا کر پڑھئے، کہیں کہا جاتا ہے کہ غلط فہمی ہوئی ہے اس کو دور کیجئے ۔ بہرحال مطلب یہ ہے کہ وہ کسی کی بات کو ماننے کیلئے تیار نہیں ۔ لیکن وہ مانیں یا نہ مانیں، علمائے کرام نے اپنا فرض ادا کیا کہ جو چیز ان کے لٹریچر میں صحیح نہیں ہے اس کو واضح کرکے ان کی تحریک کا مضر پہلو ظاہر کر دیا ۔

اس موقع پر کیا ہم توقع کریں کہ ابو اللیث صاحب اور ارکان جماعت غصہ ہونے کے بجائے علماء کو معذور خیال فرمائیں گے، اور اپنے ہی الفاظ میں علماء کی شرعی ذمہ داری کو محسوس فرمائیں گے، انہوں نے رسالہ زندگی ماہ جون صفحہ ۱۰۹ پر لکھا ہے :۔

چنانچہ تفنن طبع یا تفریح خاطر کیلئے نہیں بلکہ دینی ضرورت کے تقاضوں کے تحت جب کوئی بات قابل اعتراض نظر آتی ہے تو وہ (جماعت اسلامی کے لوگ) اس پر ضرور روک ٹوک کرتے ہیں، اور یہ جانتے ہوئے ایسا کرتے ہیں کہ یہ اپنی راہ میں کانٹے بونے کے مترادف ہے، لیکن چونکہ یہ ایک شرعی ذمہ داری ہے اس لئے

اس سے کسی حال میں صرف نظر نہیں کر سکتے ۔

غور فرمائیں کہ آپ اپنے اس اصول کی بناء پر کہ نبی کے علاوہ کوئی معصوم نہیں جماعت اسلامی کے لوگوں کو صحابہ کرام سے لیکر اس وقت تک کے ہر بزرگ اور عالم پر ضرور روک ٹوک کرنا [illegible] دیتے ہیں، اس سے کسی حال میں صرف نظر نہیں کرسکتے، تو علماء جمہور کو یہ حق کیوں نہیں مودودی صاحب اور ان کے لٹریچر کے اغلاط عام مسلمانوں کے سامنے رکھ کر اس کے اثرات کو روکیں ۔

آخر میں ہم یہ بات بھی واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ ہماری مخالفت کی حیثیت صرف مدافعانہ ہے، مخالفت کی ابتداء اسلامی جماعت کی طرف سے ہوئی ہے ۔ کہ جس لٹریچر کی وہ تبلیغ کر رہی ہے اس میں بہت سی باتیں علماء جمہور کے نزدیک صحیح نہیں ہیں اور اسی کی تبلیغ پر ان کو اصرار ہے، اگر جماعت اسلامی اپنا تبلیغی لٹریچر بدل دے تو علماء جمہور کی مخالفت خود ختم ہو جائے گی ۔ فقط وما علینا الا البلاغ ۔

دوسرے حصہ میں "الزامات کی حقیقت" پر روشنی ڈالی جائے گی

انشاء اللہ تعالیٰ

تحریک جماعت اسلامی (مودودی) کو بے نقاب کرنیوالی کتابیں

استفتائے ضروری:- مودودی تحریک کی چھ بنیادی غلطیاں (تشریک عام) تحقیر سلف صالحین، انکار تصوف، انکار بیعت ترک تقلید و دعویٰ اجتہاد، تشبہ بالخوارج) متعین کر کے سوالات اور پھر جمہور علماء کرام (بریلوی، دیوبندی) کیجانب سے ان کے تفصیلی جوابات مع چند فتاویٰ دہلی، دیوبند، سہارنپور -

سائز ۲۰ × ۳۰، ص ۴۰ - قیمت (۴ر)

مرقع مودودیت (حصہ اول):- تحریک مودودیت کیخلاف جمہور علمائے ہندوستان کے فتاویٰ پر مودودی صاحب اور ان کے متبعین ہند نے جو سطحی جواب دیے ہیں اور ان جوابات میں جو زبان استعمال کی گئی ہے اس پر ناقدانہ اور بہتر تبصرہ مع بعض تشریحات ضروری -

سائز ۲۰ × ۳۰ × ص ۴۰ - قیمت (۴ر)

مرقع مودودیت (حصہ دوم):- جماعت اسلامی ہند نے پمفلٹ "الزامات کی حقیقت" میں خود ساختہ سوالات و جوابات کے ذریعہ اپنے کو حقیقی اسلام کا داعی اور جمہور ( ) میں شامل ہونیکی جو کوشش کی ہے اس رسالہ میں اس کا تفصیلی اور مدلل جواب دیا گیا ہے،

سائز ۲۰ × ۳۰، ص ۴۸ قیمت (۵) زیر طبع

(نوٹ) ۲۴ عدد تک کے خریدار سے محصول ڈاک نہیں لیا جائیگا - زیادہ کے خریدار کو ۲۵ فیصدی کمیشن "

ملنے کا پتہ

دائرہ
خدام خانقاہ عنایتیہ مجددیہ
محلہ زیارت حلقے والی، رام پور
(انڈیا پردیش)